عالم اسلام کے اتحاد، عقائد و نظریات کا علمبردار

بیاد: امیر عزیمت العلامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ

سلسلہ وار

نفاذ خلافتِ راشدہ

جلد نمبر 1 | جنوری 2014ء | شمارہ نمبر 5

میں فقط خاک ہوں مگر محمد ﷺ سے ہے نسبت میری
یہ ایک رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے

سفر بیت اللہ

سانحہ راولپنڈی

وجوہات، تدارک • شاہ جی قلم

شیعہ

کی تاریخی حیثیت

عقیدہ تحریف القرآن

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

شہداء تذکرہ ناموس صحابہؓ

مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ

کا نیشنل اسمبلی میں تاریخی خطاب

حرمت رسول ﷺ اور اسلام کی گستاخی کی سزا

سوال و جواب بطرز شکوہ جواب شکوہ

طائف کا مظلوم مبلغ

ایک بہن کے قلم سے

مولانا شمس الرحمن معاویہ شہیدؒ

شہادت

امیر عزیمت کی داستان عزیمت

حرمت رسول ﷺ اور اسلام کی گستاخی کی سزا

اصحابی کالنجوم

قرآن

فرمان الٰہی اور (ان لوگوں کے لئے جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کر کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم ہوئے۔ اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کواہش اور خلش نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خواہ خود ان کو احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا۔ تو ایسے ہی لوگ گو ہر مراد پانے والے ہیں۔

الحدیث

حضور ﷺ نے فرمایا ۔۔۔۔۔ بحوالہ حضرت عمرؓ لوگو: میرے صحابہؓ کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہیں اور جس کو جنت کا وسط پسند ہو تو وہ صحابہؓ کی جماعت ہی سے منسلک ہو جائے۔ اس لئے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص455)

صحابہ کرامؓ کے اوصاف و فضائل

صحابہ کرامؓ کی پہلی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کفار کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے نرم دل ہیں۔ کفار کے مقابلہ میں سخت ہونا ان کی زندگیوں میں ہر موقع پر ثابت ہو رہا ہے حتیٰ کہ نسبی رشتے ناطے بھی انہوں نے اسلام پر قربان کر دیئے اور آپس میں مہربان اور ایثار پیشہ ہونا بھی ان کی پوری زندگیوں سے بھرا پڑا ہے اور اس صفت کا اس وقت اظہار اپنے عروج پر پہنچ گیا جب مہاجرین اور انصار میں مواخات ہوئی اور انصار نے اپنی سب چیزوں میں مہاجرین کو شرکت کی دعوت دی۔

فرمان جھنگوی شہیدؒ

میرا مشن صحابہ کرامؓ کا علم بلند کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ کے برپا کردہ معاشرے کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ میرا مشن وہی ہے جس کا اعلان خلافت فاروقی میں ایرانی لشکر کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے نمائندے نے رستم کے سامنے کیا تھا کہ ہمارا مقصد دنیا سے ظلم و جور کو ختم کرنا اور انسان کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی بندگی کی طرف لانا ہے، سن لو! ہم موجودہ معاشرے کو اور فحاشی و عریانی پر مبنی ماحول کو اس کی جڑوں سے اکھیڑ کر اسے صحابہ کرامؓ کے جنتی معاشرے کے نقش قدم میں چلانا چاہتے ہیں۔ انہی صحابہ ﷺ کے نقش قدم کی طرف دعوت دینا میرا مشن ہے۔ ان کی اسوہ حسنہ کی طرف لوگوں کو بلانا میری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ میں اسی خاطر چلنا چاہتا ہوں۔ اور اس کی خاطر مرنا چاہتا ہوں اگر اس کی راہ میں میری جان چلی جائے تو میں خود کو کامیاب ترین انسان تصور کروں گا۔

فرمان فاروقی شہیدؒ

اسلام میں صحابہ کرامؓ کو انتہائی مقام حاصل ہے، خود اسلام کی عظمت اور اس کی تعلیمات کا فروغ بھی اسی گروہ کے تقدس سے وابستہ ہے، قرآن، احادیث رسول اللہ ﷺ خاندان نبوت ﷺ شیعہ سے مزعومہ بارہ امام حتیٰ کہ عیسائی، یہودی اور ہندوؤں تک ہر دور میں مؤرخین اور سکالروں نے انتہائی کھلے دل سے صحابہ کرامؓ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ ہر صدی اور ہر عہد کی بڑی بڑی شخصیات نے خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ عظام کی عظمت و صداقت، دیانت و عدالت کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کیا ہے بلکہ ان کی عدالت کے اقرار کو اسلام کا حاصل اور بنیادی نقطہ قرار دیا ہے۔

فرمان اعظم طارق شہیدؒ

قابل صد احترام سامعین اور میری آواز سماعت فرمانے والی اسلامی ماؤں، بہنوں، بیٹیو! کائنات میں رب العالمین نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کا جو سلسلہ شروع فرمایا، آدم علیہ السلام پھر ان کی اولاد سے حضرت نوح علیہ السلام...... حضرت ابراہیم علیہ السلام...... ان کے بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام...... حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام...... یہ نبیوں کا سلسلہ ہے۔ یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹے اور یوسف علیہ السلام الگ دوسری شادی سے اولاد تھی۔ سلسلہ نبوت یوسف علیہ السلام کی طرف آیا اور پھر اولاد یعقوب سے جو نسل آگے چلی اس نسل کو کہتے ہیں بنی اسرائیل! اسرائیل اصل میں لقب ہے، نام کا حصہ ہے،

فرمان علامہ علی حیدری شہیدؒ

انور شاہ کاشمیری کا فرمان ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے شیعوں کو کافر کہتے ہوئے فرمایا کہ جو انہیں کافر نہ کہے ...... وہ ان کے عقائد کو جانتا نہیں۔

پھر کہتے ہیں جی ہم کوئی جاہل ہیں دیکھو! یہ ہمارے اوپر رعب مت ڈالو...... آپ بتائیں کہ شیعہ کتابیں مرکزی کونسی ہیں......؟ کہاں پڑھی ہیں آپ نے......؟ کہاں دیکھی ہیں آپ نے......؟ آپ کو فرصت ملی ہے کبھی......؟ ہم آپ کو عالم الغیب نہیں جانتے آپ کتابیں دیکھیں گے تو پتہ چلے گا نا! جب آپ نے اپنی کتابیں پڑھی ہیں۔ اپنی کتابیں پڑھائی ہیں، یاد ہیں تمہیں...... ہم مانتے ہیں۔ ہم آپ کے جوتوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں، لیکن آپ عالم الغیب تو نہیں ہیں، جب دیکھیں گے، پڑھیں گے، تب پتہ چلے گا۔

عالم اسلام میں اتحاد، عقائد نظریات کا علمبردار

ماہوار

خلافت نفاذِ راشدہ

جلد نمبر 1 — جنوری 2014ء — شمارہ نمبر 5

بیاد

حضرت مولانا مجدد العصر امیر عزیمت **حق نواز جھنگوی شہید**

حضرت مولانا العلامہ جرنیل اول **ایثار القاسمی شہید**

حضرت مولانا العلامہ مورخ اسلام **ضیاء الرحمن فاروقی شہید**

حضرت مولانا العلامہ جرنیل ثانی جبل استقامت **محمد اعظم طارق شہید**

حضرت مولانا العلامہ مناظر اسلام امام اہلسنت **علی شیر حیدری شہید**

زیر نگرانی

سید غلام رسول شاہ صاحب مدظلہ عالی

مرکزی لیگل ایڈوائزر اہلسنت والجماعت پاکستان

چیف ایڈیٹر: **میاں محمود اقبال**

ایڈیٹر: **ابو معاویہ**

مجلس ادارت

• مولانا عالم طارق — ساہیوال • مفتی سعید ارشد — کراچی
• مولانا محمد ریاض عسکری — جھنگ • مولانا ندیم سرور معاویہ — اوکاڑہ • ڈاکٹر اللہ وسایا — ڈی آئی خان
• مولانا حماد اللہ مدنی — رحیم یار خان • رانا حبیب الرحمن — وہاڑی • مولانا صہیب احسان فاروقی — میانوالی
• قاری محمد رفیق مجاہد — لاہور • مولانا غلام حسین معاویہ — سرگودھا • مفتی محمود — لودھراں

مجلس مشاورت

• حاجی رفیق مینگل — کوئٹہ • بابا فوجی شیر — خانیوال
• حافظ عبدالصمد — شیخوپورہ • مولانا عثمان حیدر — چیچہ وطنی • مولانا شمیم فاروقی — جہلم
• حافظ ارشاد — جھنگ • حافظ محمود — اوکاڑہ • عبدالستار خواجہ — ملتان

سالانہ 540 روپے

Rs: 35

اگر آپ کو رسالہ نہیں مل رہا تو اس نمبر پر رابطہ کریں

سرکولیشن منیجر 0302.4619398

مقامی رابطہ

Nkrashda@yahoo.com, nkrashda@gmail.com

پبلشر: نفاذ خلافت راشدہ اکیڈمی بھاولنگر (پاکستان)

0632273844

آئینہ مضامین

نبی کریم ﷺ کے اخلاق اوصاف — 5
حرمت رسول ﷺ — 7
عقیدہ تحریف قرآن — 9
حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ — 13
شان صحابہؓ — 16
شیعہ کی تاریخی حیثیت — 18
اسلام کی حقانیت — 21
مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ — 25
سانحہ راولپنڈی — 27
سفر حج بیت اللہ شریف — 28
مورخ اسلام حضرت فاروقی شہیدؒ — 30
امیر عزیمتؒ کی داستان عزیمت — 32
شکوہ جواب شکوہ — 34
مفتی سعید ارشد حسینی — 35
مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کا تاریخ ساز خطاب — 38
حضرت معاویہؓ کی شخصیت اور مقام — 41
طائف کا مظلوم مبلغ — 42

اداریہ

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مفتی منیر احمد شہیدؒ کی مظلومانہ شہادت:

بستی جلی تو اس طرح شائع ہوئی خبر   آتش زدنوں کے تیل کا نقصان ہو گیا

اہل سنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن شہیدؒ کو دن دیہاڑے پے در پے گولیاں مار کر جمعہ پڑھانے کے بعد واپس گھر جاتے ہوئے بتی چوک لاہور میں شہید کر دیا گیا۔ مولانا ایک مصلحت پسند، ایک امن پسند شخص تھے، مولانا کی شہادت سے ایک مرتبہ پھر ملک میں جاری فرقہ وارانہ دہشت گردی شروع ہو گئی ہے اگر اس ملک میں اہل سنت کو ان کے جائز حقوق مل جاتے تو شاید یہ دن نہ دیکھنا پڑتے اگر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے لیکر مفتی منیر شہیدؒ تک پانچ ہزار سے زائد نوجوانوں کے قاتلوں کو سرعام پھانسی دے دی جاتی تو یقیناً ملک میں جاری فرقہ وارانہ دہشت گردی کب کی ختم ہو چکی ہوتی، ہم ارباب اختیار سے اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اس ملک کو بچانے کے لئے پڑوسی ہمسایہ ملک کی مداخلت ختم کروائیں۔ مولانا شمس الرحمٰن شہیدؒ سمیت تمام شہداء کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ کارکنان میں پایا جانے والا اشتعال کم ہو۔ اسی طرح مدینۃ العلم شاہ اللہ دتہ کے ناظم اور اہلسنت والجماعت کے زونل رہنما (جنرل سیکرٹری) اسلام آباد مولانا مفتی منیر معاویہ کو دن دہاڑے ان کے ساتھی مولانا اسد محمود عباسی سمیت شہید کر دیا گیا۔ مولانا مفتی منیر احمد معاویہ نے نماز جمعہ عبداللہ بن مسعودؓ میں پڑھائی اور نماز عصر انہوں نے معاذ بن جبلؓ آئی 8 مرکز میں ادا کی۔ چہلم سے ایک روز قبل انہیں فیض آباد سے گرفتار کیا گیا تھا اور چودہ دن اڈیالہ جیل میں گزارنے کے بعد ایک رات قبل ہی انہیں رہا کیا گیا تھا۔ جنوری سے اگست 2013ء تک ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بننے والے افراد کی تعداد تقریباً 1445 ہے۔

فخر سادات سید غلام رسول شاہ صاحب سمیت پورے ملک سے کارکنان کی گرفتاری، رہائی:

فخر سادات سید غلام رسول شاہ صاحب سمیت سینکڑوں کارکنوں کو چہلم سے قبل گرفتار کیا گیا اور ستم کی بات یہ ہے کہ ہمارا ملک اکثریت سنی آبادی پر مشتمل ہے اور آٹے میں نمک کے برابر ایک اقلیتی قوم کو ہمارے اوپر مسلط کیوں کیا جا رہا ہے جتنا پروٹوکول اہل تشیع کے خنجر بردار جلوسوں کو دیا جاتا ہے اتنا پروٹوکول تو شاید بانی پاکستان کو بھی نہ دیا گیا ہو۔ کیا قائد اعظم محمد علی جناحؒ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ حکیم امت مولانا اشرف علی تھانویؒ مفسر قرآن مفتی محمد شفیعؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے جید علماء اہلسنت نے قربانیاں اس لئے دی تھیں۔؟ ہم سے مجبوراً ، جبراً ایک اقلیت قوم کی اہمیت کو کیوں منوایا جا رہا ہے۔ قربانیاں دینے کا مقصد تو اسلام کے تشخص اور وقار کو برقرار رکھنا تھا اور پوری روئے زمین پر اسلام کے عملی نظام کا نفاذ ان کا واحد مقصد تھا۔ خصوصاً ملک پاکستان میں تا کہ ہم اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنی عملی زندگی کو ڈھال سکیں۔ مگر اس ملک میں اسلام کے نام لیواؤں کو پابند سلاسل کیا جاتا ہے اور خنجر بردار ماتمی جلوسوں کو سرکاری سکیورٹی اور پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ چہلم سے قبل پورے ملک سے سنیوں کو گرفتار کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اسی سلسلے میں فخر سادات سید غلام رسول شاہ صاحب سمیت پورے ملک سے کارکنان اور ذمہ داران کو بھی گرفتار کیا گیا جو کہ ظلم ہے اور ایک چھوٹے سے بے بنیاد مقدمے میں امیر المجاہدین ملک محمد اسحاق صاحب کو کئی ماہ سے گرفتار کرنا اور ان کے بیٹے ملک حق نواز کی گرفتاری ایک سوالیہ نشان ہے؟ جو شخص ملک کا وفادار ہے وہ پابند سلاسل ہو؟ آخر یہ ظلم کیوں؟ اس سوال کا جواب کس سے تلاش کریں؟ لہٰذا ہم ارباب اختیار سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ بلاوجہ گرفتاریاں کسی مسئلے کا حل نہیں ہوا کرتیں۔ آئیں مل بیٹھ کر اس کا حل تلاش کریں؟ اور وہ لوگ جو ملک کے وفادار ہیں ان کو رہا کر دینا چاہئے۔ ہم تجاویز دینا چاہتے ہیں کہ ان ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے ان جلوسوں سے ملکی امن اور معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اگر یہ عبادت ہے تو چار دیواری کے اندر کی جائے چوکوں، چوراہوں اور پبلک مقامات کو ان سے محفوظ رکھا جائے۔ تا کہ ملک میں امن کی فضاء قائم ہو سکے۔

فروٹ کی پیٹیوں سے مقدس قرآنی آیات

کوئٹہ ہزار گنجی فروٹ منڈی میں ایران سے درآمد شدہ 50 سے 60 انار کی پیٹیوں سے مقدس قرآنی آیات کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ افسوس اے مسلمان کہ قرآن جیسی مقدس کتاب کی توہین کرنے والے کے خلاف کوئی قانون نہیں جبکہ ملالہ کے معاملے پر پورا قانون حرکت میں آ گیا جبکہ مقدس قرآنی آیات کی بےحرمتی پر حکومتی سطح پر اقدامات کا نہ ہونا باعث شرمندگی ہے، اسی کوشش کے لئے ہمسفر جھنگوی شہیدؒ حاجی رفیق مینگل صاحب نے پریس کانفرنس کے ذریعے میڈیا کو آگاہ کیا جس کے ادارہ ان کے لئے دعا گو ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہؐ کے اخلاق و اوصاف

تحریر: مولانا محمد عبداللہ کراچی

آقائے کائنات ایسے جمال خَلق اور کمال خُلق سے متصف تھے جو احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس جمال و کمال کا گہرا اثر یہ تھا کہ دل نبی محسنؐ کی تعظیم و تکریم اور قدر و منزلت کے جذبات سے از خود لبریز ہو جاتے تھے۔ اسی لیے تو آپؐ کی حفاظت اور جلالت و تکریم میں صحابہؓ عظام نے ایسی ایسی فدا کاری اور جانثاری کا ثبوت دیا کہ جس کی نظیر و مثال دنیا کی کسی بھی نامور شخصیت کے لیے پیش نہیں کی جاسکتی۔ آپؐ کے رفقاء خدام اور ہم نشین تو آپؐ سے محبت و عقیدت اور پیار کی وجہ سے خراش تک کا آجانا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اس محبت کی وجہ یہی تھی کہ عادتاً جن کمالات پر جان چھڑکی جاتی ہے، ان کمالات سے جس قدر حصہ وافر نبی اکرمؐ کو عطا ہوا تھا، دنیا میں اور کسی کو اس شرف سے مالا مال نہیں کیا گیا تھا۔

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لیے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمۂ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے مضطرب تھی جن کی خاطر وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کی آہٹ کے لیے کعبہ ترستا تھا

حلیہ مبارک:

چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، سرمگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، سفید و سیاہ آنکھیں، درمیانہ قد، رفقاء کی بات توجہ سے سنتے اگر نبی حاکم حکم دیں تو لپک کر بجالاتے۔ مطاع و مکرم نہ ترش رو، نہ لغو گو۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کا فرمان ہے کہ آپؐ کا قد مبارک درمیانہ تھا، رنگ گورا گلابی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں پر گوشت زیادہ تھا، آپؐ چلتے ہوئے اس طرح معلوم ہوتے تھے کہ آپؐ کسی ڈھلوان پر چل رہے ہیں۔ نبی مکرمؐ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ نبی خاتم النبیینؐ سب سے زیادہ جرأت مند، سب سے زیادہ صادق اللہجہ، سب سے زیادہ عہد و پیمان کے پابند اور سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف، جو نبی احسنؐ کو اچانک دیکھتا، ہیبت زدہ ہو جاتا۔ آپؐ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہے گا کہ میں آپؐ سے پہلے اور بعد میں نبی احسنؐ کی مثل کوئی نہیں دیکھتا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

چادر کے ذریعے آپؐ کی گردن مروڑنے والے بدو کے بارے آپؐ نے حکم دیا کہ اسے ایک اونٹ بوجھ کے برابر جو اور اتنی ہی کھجوریں دے دی جائیں۔ آپ ﷺ نے بدتمیزی کرنے والے یہودی قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بیس صاع زیادہ بھی اسے دلائے۔

ثمامہ بن اثالؓ کے تین دن تک ترش رویے اور بے رخی پر بھی جب نبیؐ نے اسے رہا کر دیا تو وہ اسی وقت مسلمان ہوگئے اور دل و جان سے آپؐ کے فدائی بن گئے۔

حضور آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آگئی دنیا
بجھے چہروں کا زنگ اترا، ستے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

تجارت

محمدؐ عربی کی صداقت و امانت کا ہر طرف چرچا تھا۔ مکے کے لوگ نبی کریمؐ کو، صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے اور اپنی امانتیں نبی امینؐ کے پاس رکھتے تھے۔ سیدہ خدیجہؓ کو ایسے دیانتدار شخص کی تلاش تھی۔ انہوں نے نبی امینؐ کو پیش کش کی کہ اگر ان کا مال تجارت شام لے جایا کریں تو انہیں دگنا معاوضہ پیش کریں گے۔ نبی امینؐ سیدہ خدیجہؓ کی پیش کش قبول فرماتے ہوئے مال تجارت شام لے گئے۔ وہاں سارا مال فروخت ہوگیا اور پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ نفع ہوا، اس سفر میں سیدہ خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی نبی امینؐ کے ہمراہ تھا۔ اس نے واپسی پر نبی امینؐ کے پاکیزہ اخلاق اور دیانت و امانت کا ذکر سیدہ خدیجہؓ سے کیا، اسی بنا پر سیدہ خدیجہؓ نے نبی امینؐ سے نکاح کرلیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

حسن سلوک:

آپؐ کا حسن سلوک غریبوں، مظلوموں، غلاموں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ یکساں تھا۔ نبی مکرمؐ نے کچھ سوار نجد کی جانب روانہ فرمائے تھے اور وہ واپسی پر ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے۔ اب ثمامہ مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ بندھا تھا، نبی کائناتؐ وہاں تشریف لائے، دریافت کیا "ثمامہ کیا حال ہے؟" ثمامہ نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا حال اچھا ہے، اگر آپ میرے قتل کر دیئے جانے کا حکم دیں گے تو یہ حکم ایک خونی حق میں ادا ہوگا اور اگر آپ انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر انعام کریں گے اور اگر مال کی ضرورت ہے تو جس قدر چاہیے، بتا دیجیے۔ دوسرے دن نبی رحمتؐ نے ثمامہ سے پھر وہی سوال کیا، ثمامہ نے کہا، میں کہہ چکا ہوں اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار شخص پر فرمائیں گے۔ تیسرے روز نبی رحمتؐ نے پھر ثمامہ سے وہی سوال کیا، اس نے کہا میں اپنا جواب دے چکا ہوں تو

نبی شفقتؐ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

ثمامہ رہائی پا کر ایک کھجور کے باغ میں گیا جو مسجد نبویؐ کے قریب تھا، وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد نبویؐ میں لوٹ کر آ گیا اور آتے ہی کلمہ پڑھ لیا۔ سیدنا ثمامہ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ اللہ کی قسم! (اب سے پہلے) سارے عالم میں آپ سے زیادہ اور کسی شخص سے مجھے نفرت نہ تھی، لیکن اب تو آپ ہی مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے شہر سے مجھے نہایت نفرت تھی مگر آج وہ مجھے تمام مقامات سے پسندتر نظر آتا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر اور کسی دین سے بغض نہ تھا مگر آج آپ ہی کا دین مجھے محبوب تر ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپؐ سے ایک اونٹ نے رو رو کر اپنے مالک کے خلاف فریاد کی تو آپ نے مالک کو اونٹ سے حسن سلوک کا حکم دیا۔

آپؐ نے اس دشمن کو بھی معاف کر ڈالا جو آپؐ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا اور گرفتار ہو گیا۔

غزوۂ احد میں کافروں نے آپؐ کے سر مبارک پر وار کر کے زخمی کر ڈالا۔ کئی دانت مبارک ٹوٹ گئے۔ آپؐ کو صحابہؓ کی طرف سے بددعا کرنے کا کہا گیا تو فرمایا، میں لعنت کرنے کے لیے نہیں، دین کی دعوت دینے آیا ہوں۔

فتح مکہ سے پہلے قریش نے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و تشدد کیا، ان کو وطن سے نکالا، جہاں کسی غریب کا رہنا مشکل تھا، جہاں اسلام کی بات کرنا بھی کسی کے لیے آسان نہ تھی مگر آج فتح مکہ کا دن ہے، نبی دو عالمؐ قریش کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں۔ لوگو! تمہارا کیا خیال ہے، میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا، اچھا آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو سیدنا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ لا تثریب علیکم الیوم آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (سنن النسائی الکبری)

زید بن سعنہ ایک یہودی تھا۔ نبیؐ نے اس کا قرض چکانا تھا اور ابھی وعدے میں کچھ دن باقی تھے کہ وہ ایک روز آیا اور آتے ہی چادر آپ کے شانہ سے اتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لیے اور ٹرانے لگا کہ عبد المطلب والے بڑے نادہندہ ہوتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ

ہبار بن الاسود نے نبیؐ کی بیٹی کو نیزہ مارا، وہ ہودج میں گر گئیں اور حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر یہی صدمہ ان کی وفات کا سبب بنا۔ ہبار نے عفو کی التجا کی تو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ (صحیح البخاری)

نے اسے سختی سے جھڑک دیا، نبیؐ ہنس پڑے اور فرمایا: اے عمرؓ! تمہیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور اس کے ساتھ اور طرح برتاؤ کرتے۔ مجھے حسن ادائیگی کے لیے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔ پھر آپؐ زید سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ابھی تو وعدے میں تین دن باقی ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے سیدنا عمرؓ سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دو اور بیس صاع زیادہ بھی دینا کیونکہ تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔
(سنن البیہقی)

نبی مکرمؐ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے زور سے نبی رحمتؐ کی چادر مبارک کی جو موٹے کنارے کی تھی، جھٹکا دیا، وہ کنارہ آپؐ کی گردن مبارک میں گڑ گیا اور نشان پڑ گیا۔ اعرابی نے زبان سے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے، نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ اس میں ایک ٹوکری مجھے بھی دلاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا: مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا غلام ہوں، پھر آپؐ نے حکم فرمایا: ایک ٹوکری جو اور ایک ٹوکری کھجوریں اسے دے دیں۔ (سنن النسائی)

ام المومنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی رحمتؐ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ (سنن ابی داؤد)

غزوۂ احد میں کافروں نے نبی کائناتؐ کے دانت مبارک شہید کیے، سر مبارک پھوڑا اور آپؐ ایک گڑھے میں بھی گر گئے تھے۔ صحابہؓ عظام نے عرض کیا کہ ان پر بددعا فرمایئے، نبی کائناتؐ فرمایا، میں لعنت کرنے کے لیے نہیں بنایا گیا، اللہ نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما، وہ مجھے نہیں جانتی۔ (صحیح مسلم)

ایک مرتبہ نبی رحمتؐ درخت کے نیچے اپنی تلوار آویزاں کر کے سو گئے۔ غورث بن الحراث آیا اور تلوار نکال کر نبیؐ کو گستاخانہ انداز میں جگا کر بولا: اب تم کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ'' وہ چکر کھا کر گر پڑا۔ امام المجاہدینؐ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: اب تم کو کوئی بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ، میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔ (صحیح البخاری)

ہبار بن الاسود نے نبیؐ کی بیٹی کو نیزہ مارا، وہ ہودج میں گر گئیں اور حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر یہی صدمہ ان کی وفات کا سبب بنا۔ ہبار نے عفو کی التجا کی تو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ (صحیح البخاری)

حرمت رسول اور اسلام میں گستاخِ رسولؐ کی سزا

تحریر: شیخ نبیب احمد

تاج العروس کے مطابق لفظ الحرمہ کا مطلب ایسی عزت جو اللہ رب العزت کسی کو عطا کرے۔ اس کا ماننا ہم سب پر فرض ہے اور اس کا انکار گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی عزت وحرمت اور اس کے رسول اللہؐ کی عزت وحرمت ایک ہی ہیں۔ جس نے رسول اللہؐ کو اذیت دی اس نے یقیناً اللہ رب العزت کو اذیت دی اور جس نے نبی کریمؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیؐ کی بارگاہ کا ادب واحترام، نبی کریمؐ سے انس ومحبت ایمان کی علامت ہے اور یہاں ادنیٰ سی بے احتیاطی اور بے ادبی کائنات ہستی کا سب سے بڑا جرم بن جاتی ہے۔ اہانت کی معمولی حرکت وجنبش قہر الٰہی کو بھڑکا دیتی ہے اور گستاخی کا ہر کلمہ ابدی رسوائیوں کا نشان وسامان بن جاتا ہے اور اللہ رب العزت تک رسائی کا طریقہ وذریعہ صرف اور صرف نبی کریمؐ کی ذات مبارکہ ہے۔ اگر ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں گے۔ ان کے احکامات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں گے تو دنیا وآخرت میں کامیاب ہوں گے اور جن لوگوں نے اللہ رب العزت اور نبی کریمؐ کا ادب واحترام ملحوظ نہ رکھا اور گستاخی کا مرتکب ہوا تو ان کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے دردناک عذاب اور واجب القتل ہے اور وہ کسی رو رعایت کا مستحق نہیں۔ اللہ رب العزت کی مرضی جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے: وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ (سورۃ آل عمران:26)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضورؐ کی وساطت سے ساری امت کو ایسے پاکیزہ کلمات کی تعلیم دے رہا ہے جس میں نہایت مؤثر اور دلکش اسلوب میں اس کی توحید اور اس کی عظیم قدرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حکومت دینے والا بھی وہی ہے اور چھیننے والا بھی وہی۔ وہی جس کو چاہتا ہے دین ودنیا کی عزتوں سے سرفراز کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے خوار وذلیل کر دیتا ہے۔

جو عزت وتکریم اللہ رب العزت نے اپنے محبوب نبی کریمؐ کو دی وہ دنیائے عالم میں کسی شخص کو نہیں ملی اور جب کسی نے اس پر انگلی اٹھائی تو اس کا جواب بھی اللہ رب العزت نے خود دیا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے: **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ O**

اے ایمان والو! (میرے حبیبؐ سے کلام کرتے وقت) مت کہا کرو ''رَاعِنَا'' بلکہ کہو ''انْظُرْنَا'' اور (ان کی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (البقرہ:104) ''رَاعِنَا'' ذو معنی لفظ ہے۔ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے اور صحابہ کرامؓ بارگاہِ رسالتؐ میں جب حاضر ہوتے اور حضور کریمؐ کے کسی ارشاد گرامی کو اچھی طرح سمجھ نہ سکتے تو عرض کرتے۔

''راعنا'' اے حبیب الہٰ! ہم پوری طرح سمجھ نہیں سکے۔ ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارہ سمجھا دیجیے لیکن یہود کی عبرانی زبان میں یہی لفظ ایسے معنی میں مستعمل تھا جس میں گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی عزت وتعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع فرما دیا جس میں گستاخی کا شائبہ بھی ہو۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہِ رسالتؐ میں ممنوع ہے جس میں بے ادبی کا احتمال تک ہو۔ امام مالکؒ نے تو ایسے شخص کو حد قذف لگانے کا حکم دیا ہے۔

''رَاعِنَا'' کی جگہ ''انظرنا'' (یعنی ہماری طرف نگاہ لطف فرمایئے) کہا' کیوں کہ یہ لفظ ہر طرح کے احتمالات فاسدہ سے پاک ہے۔ **وَاسْمَعُوْا** حکم دے کر یہ تنبیہ فرما دی کہ جب میرا رسولؐ تمہیں کچھ سنا رہا ہو تو ہمہ تن گوش ہو کر سنو تا کہ ''انظرنا'' کہنے کی نوبت ہی نہ آئے کیوں کہ یہ بھی تو شان نبوت کے مناسب نہیں کہ ایک ایک بات تم بار بار پوچھتے رہو۔ یہ کمال ادب اور انتہائے تعظیم ہے جس کی تعلیم عرش و فرش کے مالک نے غلامانِ مصطفیٰؐ کو دی۔ (ضیاء القرآن ص 83,82) اس سے آگے اللہ رب العزت نے ادب واحترام بارے اپنا حکم جاری کرتے ہوئے فرمایا: **لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ؕ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا O**

تا کہ اے لوگو! تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور تا کہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔ اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور شام (الفتح:9)

یہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ میرے پیارے رسولؐ پر سچے دل سے ایمان بھی لاؤ اس کی نصرت واعانت میں سر دھڑ کی بازی لگا دو۔ اس کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے جملہ مادی اور ادبی وسائل کو پیش کر دو اور اس کے ساتھ ساتھ میرے محبوب کے ادب واحترام کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھو۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ O مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ O سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ O وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ O فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ O

ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں۔ اور اس کی جورو بھی۔ بدبخت ایندھن اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی۔

عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی ناگہانی آفت آجاتی اور لوگوں کو امداد کے لیے بلانا مقصود ہوتا تو ''یا صباحا'' کے الفاظ سے ندا کرتے۔ لوگوں نے جب یہ ندا سنی تو بھاگتے ہوئے صفا کی پہاڑی کے دامن میں آ پہنچے۔ جب سارے قریشی قبیلے جمع ہو گئے تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمنوں کا گھڑ سوار دستہ تم پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان جواب دیا: بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیوں کہ ہم نے آج تک آپ کی زبان سے سچ ہی سنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو خدا کا عذاب تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ ابولہب جو نبی کریمؐ کا چچا تھا' اس نے انگلی اٹھا کر گستاخانہ اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس گستاخ کی گستاخی اپنے حبیب کریمؐ کے بارے میں سخت ناگوار گزری اور انتہائی غضب اور ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں جن ہاتھوں کی انگلی بے ادبی کے لیے اٹھی ہے۔ اسے کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو اور وہ تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ اس کو متعدی بیماری لگ گئی جس کی وجہ سے اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی اور اس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کے لیے کوئی عزیز اس کے قریب نہ گیا۔ چند حبشی غلاموں نے اس کو ایک گڑھا میں دھکیل کر اوپر مٹی ڈال دی۔ ایک رئیس کا یہ حشر نبی کریمؐ کی گستاخی کا نتیجہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنا۔ اپنے محبوب کی گستاخی اور بے ادبی اللہ کو گوارہ نہ ہوئی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پوری سورت نازل فرمائی جس میں اس کا انجام بیان فرمایا۔ اسی طرح اس کی بیوی ام جمیل جس کے دل میں حضورؐ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلام دشمنی پر اپنے بدبخت خاوند سے کسی طرح پیچھے نہ تھی۔ وہ مکہ کے رئیس اعظم کی بیوی تھی۔ اس کے گلے میں ایک بیش بہا ہار تھا وہ کہتی تھی کہ لات و عزیٰ کی قسم میں موتیوں کے اس بیش قیمت ہار کو فروخت کر کے محمدؐ کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اس اکڑی ہوئی گردن جس میں آج بڑا قیمتی ہار ہے ہم مونج کی رسی ڈال کر اسے جہنم میں گھسیٹیں گے۔ (ضیاء القرآن: 540' 541)

یہ ہے اللہ رب العزت کے محبوب نبی کریم حضرت محمدؐ کا ادب اور محبت نہ کرنے والوں کی سزا۔ اس بارے میں نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی جس کو حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔

دو منافق سرکش یہودیوں کا واقعہ دو منافق سرکش یہودی جن میں سے ایک کا نام کعب بن اشرف اور دوسرے کا نام ابورافع تھا۔ یہ دونوں افراد نبی کریمؐ کے ایذا رسانی کا کوئی موقع پر بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ان کے بارے نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے؟ کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو بہت تکلیف دی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں

کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حصہ لیا۔ محمدؓ بن مسلمہ، ابونائلہؓ' ابوعبسؓ بن جبر' حارثؓ بن اوس اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہم خود رسول اللہؐ نے بقیع تک ان کے ساتھ آئے پھر اللہ کے نام پر انہیں روانہ کیا اور دعا فرمائی: اے اللہ! ان کی مدد فرما۔ (صحیح بخاری: 1616، فتح الباری: 7/392)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے چند انصار کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کیا۔ یہ ابورافع رسول اللہؐ کو سخت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ کے مخالفین کی اعانت کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا جب تک مجھے اس کے قتل کی خبر نہ مل جائے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا اور پھر آپؐ کو ابورافع کے قتل کی خبر مل گئی۔ ابورافع کو قتل کرنے کے دوران عبداللہ بن عتیکؓ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا جس سے وہ ایسا ہو گیا کہ گویا کبھی شکایت ہی نہ تھی۔

اوس اور خزرج کی جاہلانہ رقابت اسلام لانے کے بعد مسابقت فی الخیرات میں بدل چکی تھی چونکہ دشمن دین کعب بن اشرف کو انصار اوس نے قتل کیا تھا اس لیے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے خزرج نے رسول اللہؐ سے اجازت طلب کی تو آپؐ نے عبداللہ بن عتیکؓ کی سرکردگی میں حضرت مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہؓ، خزاعی بن اسود اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا: (فتح الباری: 7/397)......(جاری ہے)

عقیدہ تحریف قرآن کی کہانی کتب روافض کی زبانی (آخری قسط)

تحریر: مولانا عبدالغفار فاروقی

قرآن حکیم ہر قسم کے تحریف وتبدیل سے پاک رہنے والی خدائی دستاویز

نزل به الروح الامین ---- حضرت ابوجعفرؒ سے روایت اس سے مراد امیرالمومنین کی روح ہے۔

ان الذین ارتدو علیٰ ادبارھم ----- اس سے مراد حضرت ابوبکرؓ عثمانؓ (العیاذ باللہ)

یؤتکم کفلین من رحمته ---- کفلین سے مراد حسنؓ اور حسینؓ ہیں

حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم و کره الیکم الکفر والفسوق والعصیان -- ایمان سے مراد علیؓ کفر سے مراد ابوبکرؓ اور فسوق سے مراد عمرؓ اور عصیان سے مراد عثمانؓ ہیں

ھذان خصمان اختصمو فی ربھم---- حضرت حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ خصمان سے مراد ہم اور بنوامیہ ہیں

انما الخمر والمیسر والانصار ...... الخمر سے المیسر سے مراد ابوبکر و عمرؓ ہیں (العیاذ باللہ)

کھیعص: امام زمانہ سے روایت ہے کہ "ک" سے مراد کربلا،" ھا" سے مراد اہل بیت، "یا" سے مراد یزید "ع" سے عطش حسین (یعنی حضرت حسین کی پیاس) "ص" سے ان کا صبر مراد ہے

ایک بات جو انتہائی قابل غور ہے کہ قرآنی آیات کی اتنی غلط اور بکثرت تاویلات کی ہیں جو کہ اکثر ایک دوسرے سے متناقض ہے صرف دو روایات ملاحظہ ہوں

الذین اتینا ھم الکتاب یتلونه حق تلاوته اولئك یومنون به کلینی نے اپنی کتاب الاصول میں اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد آئمہ ہیں اور طوسی نے بیان القرآن میں اس سے مراد صحابہ کرامؓ کی جماعت لی

ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم کلینی کے بقول اس سے **مھدی المنتظر** مراد ہے اور طوسی کے بقول اس سے لا الہٰ الا اللہ مراد ہے، روافض کی آیت قرآنیہ کی یہ مسخ شدہ تاویلات جو بطور نمونہ کے ہم نے اپنے قارئین کی نذر کی ہیں جن سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ شیعہ قرآن میں ہرطرح کی تحریف کا قائل ہے جبکہ قرآن کی زیادہ تر آیات اہلِ بیتؓ کے حق میں نازل ہوئی ہیں چنانچہ کتاب الاجماع کے جزو اول میں تہتر سے زائد ایسی آیات ذکر کی گئی ہیں جن کے بارے میں یہ تاویل کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے صاحبزادوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

قرآن کریم اس لئے نازل ہوا ہے تاکہ مستقبل کے حالات کی خبر دے اور اس کے نزول کے وقت جو انسانوں کی اجتماعی زندگی تھی اسے اس سے کوئی غرض نہیں اس کی آیات تو صحابہ کرامؓ آئمہ اہل بیت اور اختلافات سے متعلق ہیں ان کے نزدیک قرآن مجید کی جن آیات میں مرتدین منافقین، فاسقین، ظلم کفر، طاغوت اور ان جیسے جتنے بھی برائی والے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے مراد ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور ان کے پیروکار ہیں (العیاذ باللہ)

اور ان کے بالمقابل قرآن میں جہاں بھی نور، مصباح، شمس، قمر جیسے الفاظ جو اچھائی پر دلالت کرتے ہیں ان سے مراد علیؓ اور اولاد علیؓ ہیں، یہی وجہ ہے کہ یعقوب کلینی نے اپنی کتاب الاصول جلد دوم صفحہ 627 پر لکھا ہے جس میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف سے منسوب ایک روایت لکھی ہے کہ قرآن کریم تین چیزوں کو لے کر نازل ہوا، ایک تہائی ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے بارے میں، ایک تہائی سنن اور مثالیں اور ایک تہائی فرائض اور احکام ہیں۔ ان تمام غلط تاویلات کا آخری مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم کو اس کے دینی اور اجتماعی تشریحات سے خالی قرار دیکر اسکی اس قدر و قیمت کو ختم کردیا جائے جو اسے ایک اہم آسمانی تشریح ہونے کی حیثیت سے حاصل ہے۔

تحریف قرآن

اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان بنیادی اختلاف یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید مکمل کتاب ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، نہ اس میں کسی آیت کا اضافہ کیا گیا نہ کمی کی گئی صرف یہی نہیں بلکہ قیامت تک قرآن مجید کے کسی ایک حرف کو تبدیل نہیں کیا جا سکے گا۔ یہ مقدس کتاب اسی حالت میں جس حالت میں نبی آخر الزمانؐ چھوڑ کر گئے تھے بخلاف دوسری کتب سماویہ کے کہ انہیں تبدیلی سے محفوظ نہ رکھا جاسکا اور بعد میں آنیوالوں نے اپنی مرضی و منشاء کے مطابق ان میں تبدیلی کر دی۔ جب کہ قرآن کی نسبت ارشاد ربانی ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون نیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید سو اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں نہ تغیر و تبدل کیا گیا ہے اور نہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔ یہ ہر لحاظ سے کامل واکمل ہے۔ اس میں کمی یا زیادتی کا کوئی احتمال نہیں برخلاف اہل تشیع کے کہ ان کے نزدیک قرآن مجید اصلی شکل میں موجود نہیں اس کی بہت سی آیات میں تبدیلی کردی گئی ہے

اورقرآن مجید کا ایک بہت بڑا حصہ حذف کر دیا گیا ہے بلکہ شیعوں کی معتبر ترین کتابوں میں سے دو ہزار سے زائد روایات آئمہ سے منقول ہیں کہ قرآن مجید میں پانچ قسم کی تحریف موجود ہے 1 - کمی ، 2 - بیشی 3 - تبدیل الفاظ 4 - تبدیل حروف 5 - تبدیل آیات وسورت ومحکمات

اصول کافی میں ایک باب بعنوان با فیر النکت و منتف من التنزیل فی الولایہ ہیں میں ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل کا قول

ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہٖ فقد فاز فوزاً عظیم

اب موجودہ قرآن میں فی ولایۃ علی ولائمۃ من بعدہٖ کالفظ موجود نہیں

اس کتاب کے مذکورہ باب کے اندر ایک اور روایت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ولقد عھدنا الیٰ آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی و فاطمہ، الحسن والحسین والائمۃ من ذریتیھم فنسی اللہ کی قسم محمد ﷺ پر یہ اسی طرح نازل کی گئی

اب موجودہ قرآن میں کلمات فی محمد وعلی و فاطمۃ والحسن والحسین من ذریتیھم نہیں ہیں

اسی باب میں ایک روایت جبار سے منقول ہے کہ امام محمد باقر سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ اس آیت کو محمدؐ پر اس طرح لیکر آئے تھے

بئسما اشتروا بہ انفسم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی بغیا موجودہ قرآن میں لفظ فی علی کا موجود نہیں

ایک اور روایت پڑھیئے امام محمد باقر کہتے ہیں جبرائیلؑ اس آیت کو محمد ﷺ پر یوں لیکر آئے تھے،ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبد نا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ

اس آیت میں بھی فی علی کا لفظ موجود نہیں

اصول کافی باب النوادر صفحہ 671 میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جو قرآن جبرائیل محمدؐ لیکر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

کتاب احتجاج طبرسی معتبر کتب روافض میں سے ہے اس کے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب نے کتاب کے دیباچہ میں لکھ دیا ہے کہ اس کتاب میں امام حسن عسکری کے علاوہ جس قدر اقوال دیگر آئمہ کے ہیں ان پر اجماع ہے یا عقل کے موافق ہیں یا اسقدر کتب سیر میں ان کی شہرت ہے کہ مخالف وموافق سب کا ان پر اتفاق ہے، اس کتاب میں ایک روایت جو 14 صفحات پر مشتمل ہے موجود ہے اس میں اس روایت میں پانچوں قسم کی تحریف ثابت ہوتی ہے کمی کے متعلق جو مضامین ہیں وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں

قرآن پاک کی ایک آیت فان خفتم الاتقسطوا فی الیتامی فانکحو ماطاب لکم من النساء میں ایک زندیق حضرت علیؓ سے سوال کرتا ہے یہاں شرط اور جزاء میں کوئی ربط مفہوم نہیں ہوتا، یہ ایک بے جوڑ سی بات لگتی ہے تو اس کے جواب میں حضرت علیؓ کیا فرماتے ہیں۔ شیخ احمد بن ابی طالب کے الفاظ میں پڑھیئے ان کا ہم خیال تھا اور اس نے ان کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا

قرآن کے حروف الفاظ میں بدلے جانے کی روایتیں

تفسیر قمی میں ہے

اور وہ چیزیں جو قرآن میں موجود ہیں خلاف ما نزل اللہ کے (جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کے خلاف) وہ یہ آیت ہے کنتم خیرامۃ ۔ امام جعفر صادق نے اس کے پڑھنے والے سے کہا کہ واہ کیا اچھی امت ہے جس نے امیر المومنین کو اور حسینؓ بن علیؑ کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ پھر یہ آیت کس طرح اتری تھی اے فرزند رسول تو فرمایا کہ یہ آیت اس طرح اتری تھی کنتم خیر ائمۃ

نیز اسی تفسیر کے اندر یہ روایت بھی موجود ہے

حضرت امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی الذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا تو امام جعفر نے فرمایا انہوں نے بڑی چیز مانگی کہ ان کو متقیوں کا امام بنا دے پوچھا گیا اے فرزند رسول یہ آیت کس طرح اتری تو فرمایا

واجعل لنا للمتقین اماما

(اصول کافی صفحہ 268)

ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ امام نے فرمایا یہ آیت یوں نہیں بلکہ یوں نازل ہوئی تھی والما مون

اصول کافی جلد ج صفحہ 631 میں یہ روایت درج ہے کہ احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت ہے کہ ابوالحسن نے مجھے ایک مصحف دیا اور کہا اسے پڑھنا مت، میں نے اسے کھولا اور میں نے اس میں (لم یکن الذین کفروا) کو پڑھا تو اس میں قریش کے مردوں کے نام بمعہ والد کے موجود تھے۔

احتجاج طبرسی صفحہ 222 اور اسرار امامت صفحہ 143 میں روایت ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی۔ اس میں ان کتابوں کی ایک طویل فہرست بھی دی جو مختلف زمانوں کے علماء وشیعہ نے قرآن کو تحریف شدہ کتاب ثابت کرنے کے لئے لکھی ہیں یہ کتاب مصنف نے تیرہویں صدی کے آخر میں اس وقت لکھی تھی جب روافض کے بہت سے علماء نے ازراہ مصلحت بنی تحریف قرآن جیسے بنیادی عقیدے سے روگردانی شروع کر دی تھی، علامہ حسین نوری طبرسی نے سارے مذہب امامیہ سے انحراف کیا اور

اس کی تردید ضروری سمجھی اور یہ کتاب مصنف کی زندگی میں ایران سے چھپی اور 80ء کے عشرے میں یہ کتاب پاکستان میں شائع ہو کر مفت تقسیم ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب نے کسی شیعہ کیلئے تحریف قرآن کے عقیدے سے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اہم اہم اقتباسات اس کتاب کے پیش کئے جائیں۔علامہ حسین نوری طبرسی کتاب کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ کتاب ہے جسے میں نے قرآن میں تحریف کرنے کے اثبات اور ظالموں کے رسوا کن اعمال کے بیان کیلئے لکھا ہے۔ اس کتاب کے دوسرے مقدمے میں وہ لکھتا ہے۔

اختلاف کے اقسام اور ایسی تبدیلی کے بیان میں جس کا واقع ہونا قرآن پاک میں ممکن ہے، قرآن میں زیادتی اور کمی کی بہت سی صورتیں ہیں، کمی پوری سورت کو بھی شامل ہے، جیسے سورہ حفد، سورہ خلع، جو حذف کر دی گئیں اور نقصان اور تبدیلی ایک کلمہ ایک حرف اور کلمات پر اعراب کو بھی شامل ہے۔

اسی کتاب کا تیسرا مقدمہ بڑا اہم ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کو مکمل نقل کر دیا جائے۔

قرآن کریم کی تحریف اور عدم تحریف کے بارے میں علماء و شیعہ کے اقوال بیان کرتے ہیں علامہ حسین نوری طبرسی کہتے ہیں۔

تحریف تبدیلی اور کمی کا عقیدہ علی بن ابراہیم کا ہے انہوں نے اسکو اپنی کتاب میں صاف اور واضح لکھا ہے اور اس سلسلہ کی روایت کو اپنی کتاب میں بھر دیا ہے یہی مذہب ان کے شاگرد کلینی کا ہے انہوں نے بہت سی صریح روایات اپنی کتاب الروضہ الجنۃ میں بیان کی ہیں اور یہی محسن کاظمی مصنف شرح الوافیہ کا بھی ہے اور یہی مذہب علامہ باقر مجلسی کا ہے جو اس نے مراۃ العقول میں صاف بیان کیا ہے اور محمد بن حسین صفار کا ہے جو اس نے البصائر میں لکھا ہے اور یہی مسلک محمد بن ابراہیم نعمانی نے اپنی تفسیر الصغیر میں لکھا ہے اور محمد بن مسعود عیاشی فرات بن ابراہیم سب نے اپنی اپنی تفسیر ان روایات سے بھر دی ہیں اور یہی مفید ارشاد میں لکھا ہے اور یہی مذہب بنو نوبخت اور خاص کر اسماعیل بن اسحاق ابو محمد حسن بن موسیٰ ابو اسحاق ابراہیم بن نوحت اور ابو القاسم حسین بن روح (رئاس الطائفہ کے نام سے مشہور ہے) کا ہے۔

نیز جن علماء نے تحریف کا قول صراحتاً اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان میں صاحب بن لیث سرار ریاض العلماء میں ابن شاذان نے الافتاح میں احمد بن محمد خالد برقی نے التحریف میں اور اس کے والد محمد بن خالد التنزیل والتغیر میں علی بن حسین بن فضال نے التنزیل والتحریف میں محمد بن حسن صیرفی نے التحریف والتبدیل ابو طاہر بن عمرقی اور علی بن طلوس نے سعد السعود میں جزائری نے الانوار میں داماذ نے خطبۃ القبسات کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے۔

پھر نوری طبرسی نے اس شیعہ علماء کی طرف اشارہ کیا ہے جو تحریف قرآن کے مخالف ہیں ان میں شیخ صدوق، مرتضیٰ کو ذکر کر کے لکھتے ہیں قدوۃ شیعہ میں ان کے ہم خیال یعنی قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہوئی سوائے ایک چھوٹی سی جماعت امامیہ میں سے جن کا تذکرہ مفید نے کیا ہے کوئی بھی نہیں ہے۔

وہ ان پر رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دلائل اور روایات اس سلسلہ میں بھی بہت زیادہ ہیں جو بتا رہی ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے اور صدوق، مرتضیٰ اور طوسی کے بارے میں اشارہ کیا ہے کہ وہ تحریف کے قائل تھے اس لئے کہ سوطی اور مرتضیٰ نے عثمان کے مطعین کا ذکر کیا ہے۔اور انہی مطاعن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کو جمع کیا ہے اور باقی کو جلانے کا حکم دیا ہے وہ یا اس کا کچھ حصہ قرآن کا حصہ نہ ہوتا تو ان پر یہ طعن نہ ہوتا مزید یہ کہ طوسی نے اپنی کتاب التبیان میں تقیہ پر عمل کرتے ہوئے مخالفین کے ساتھ مدارات سے کام لیا ہے۔اسی طرح صدوق پر رد کرتے ہوئے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صدوق نے اپنی کتاب کمال الدین میں جہاں تحریف قرآن سے بحث کی ہے وہاں یہ بات بھی تاکید سے لکھی ہے کہ جو حالات امم صادقہ میں پیدا ہوئے وہ اس امت میں پیدا ہو کر رہیں گے۔سابقہ امتوں کے حالات میں سرفہرست تورات اور انجیل کی تحریف ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں بھی تحریف واقع ہوئی ہے۔علامہ نوری طبرسی کی اس بات کی تائید ان حضرات نے اس عقیدہ سے انحراف بطور تقیہ کیا تھا۔

اور یہ بات بظاہر ہے کہ ہمارے ان حضرات (شریف مرتضیٰ، صدوق، طوسی) نے یہ بات بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے کہی ہے۔یہ ان کا عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے۔جبکہ خود انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑی تعداد میں وہ حدیثیں روایت کی ہیں کہ قرآن میں مذکورہ بالا ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے۔اور یہ کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی پھر اس میں یہ تبدیلی کر دی گئی۔پھر علامہ نوری طبرسی نے کتاب کے آخر میں یہ بات لکھی ہے کہ جن حضرات نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عقیدہ تحریف قرآن پر روایات متواتر درجہ کی ہیں۔انہوں نے بلکل صحیح کہا اس سلسلہ میں رقم طراز ہے

علامہ مجلسی کا یہ کہنا کہ میرے نزدیک اس باب میں حدیثیں معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں اور ان سب کو نظر انداز کرنے اور نا قابل اعتماد قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ احادیث و روایات پر سے اعتماد بالکل اٹھ جائیگا بلکہ میرا یہ گمان ہے کہ اس باب کی (تحریف قرآن)

حدیثیں مسئلہ امامت کی حدیثوں سے کم نہیں ہے پھر (ان حدیثوں کو نظرانداز کیا جائے تو) مسئلہ امامت کو احادیث وروایات سے کیونکر ثابت کیا جاسکے گا۔

نوری طبری کے تعارف کے لئے اتنا کافی ہے کہ 1320 ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو انکو نجف اشرف میں مشہد مرتضوی کی عمارت میں دفن کیا گیا جو شیعہ حضرات کے نزدیک اقدس البقاع یعنی زمین کا مقدس ترین مقام ہے۔جہاں صرف ایسے ہی شیعہ اکابر و مشائخ مدفون ہیں جنکو شیعی دنیا میں عظمت و تقدس کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو۔ان آئمہ کا خاص درجہ کا وراث اور نائب مانا جاتا ہو اس سے آپ کسی کی شخصیت کا اندازہ لگائیں۔

اب اپنی بحث کے آخر میں ضروری سمجھتے ہوئے دور حاضر کے شیعہ مقررین کی کتابوں سے چند حوالے پیش کردیئے جائیں تاکہ عام مسلمانوں کو معلوم ہو سکے کہ باوجود تقیہ کے شیعہ اس مسئلہ پر خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین سب متحد و متفق ہیں۔

ترجمہ مقبول حسین دھلوی جس پر بارہ شیعہ علماء کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔آیت اللہ سید احمد علی لکھنو ،سید محمد مجتہد، سید کلب حسین، سید نجم الحسن، سید ظہور حسین کے علاوہ دیگر نامی گرامی علماء کی تقاریظ موجود ہیں اور اس کے بارے لکھا ہے کہ یہ ترجمہ تفسیر مذہب اہل بیت کے بالکل مطابق ہے اور مومنین کا کوئی گھر اس سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

سورۃ آل عمران کی آیت 33 ان اللہ اصطفی آدم نوحاً و آل ابراھیم ۔۔۔

تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران و آل محمد علی العالمین۔تو لوگوں نے اصل کتاب سے لفظ آل محمد کو گرا دیا۔تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ لفظ آل کسی آیت میں موجود تھا، لوگوں نے مٹا دیا تفسیر قمی ص 105 سورۃ یوسف کی آیت نمبر 49 ثم یاتی من بعد ذالك عام فيه يغاس الناس ۔۔۔

اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص نے امیر المومنین کے سامنے یہ آیت یوں تلاوت کی ثم یاتی من بعد ذالك عام وفيه يعصرون ۔یعصرون کو معروف پڑھا تو امام جعفر نے فرمایا وائے ہو تجھ پر، وہ کیا نچوڑیں گے آیا کہ خمر نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین میں اسے کیونکر پڑھوں ؟ فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمایا ہے ثم ياتي من بعد ذالك عام فيه يغاس الناس وفيه يعصرون یعنی بصیغہ مجہول بتلایا

آگے مترجم اور مولوی مقبول حسین دھلوی اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے معلوم ہوا ہے کہ جب قرآن میں اعراب لگائے گئے تو شراب خور خلفاء کی خاطر یُعْصَرُونَ کو یَعْصِرُونَ سے بدل کر معنی کو زیروزبر کردیا گیا یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کی معرفت آسان کردی ہم اپنے امام کے حکم پر مجبور ہیں کہ جو لوگ تفسیر یہ قول کردیں تم اس کو اسی حال پر رہنے دو اور تفسیر کرنے والے سے مطلع کردو قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر کا حق ہے اور ان کے ہمہ وقت میں وہ حسب تنزیل خدا پڑھا جائے گا۔

ترجمہ مقبول، ص 479

ترجمہ فرمان علی

ترجمہ مقبول حسین کیطرح یہ ترجمہ بھی پاک و ہند کے روافض میں بڑا مقبول ہے اور متعدد بار یہ شائع ہو چکا ہے بلکہ اب بھی ہو رہا ہے۔اس پر بھی اکابر علماء شیعہ کے تائیدی دستخط موجود ہیں منجملہ تائیدی السید نجم الحسن کراروی محمد باقر مجتہد سید ظہور حسین اور ان کے علاوہ دیگر کے بھی دستخط کیساتھ اقرار تحریف کا نمونہ ملاحظہ ہو

سورۃ الاحزاب آیت 34 انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ۔۔۔کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ ربط اور بڑھ جاتا ہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خوامخواہ کسی خاص غرض سے داخل کردی گئی

سورۃ ھود آیت 73 قالوا اتعجبين من امر الله رحمت الله و بركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد

اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں

اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو خدا نے اہل بیت میں داخل کیا ہے۔کیونکہ اس سے قبل کی آیت میں جتنا خطاب حضرت سارہؑ کی طرف ہے واحد مونث کے صیغہ میں اور اس آیت میں ضمیر کم جمع مذکر حاضر کی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب کچھ اور ہیں اور یہ آیت یہاں خواہ مخواہ داخل کردی گئی ہے۔سورۃ الحجر آیت 41 ھذا صراط علی مستقیم یہی راہ سیدھی ہے مجھ تک،

اس کے حاشیہ میں مولوی فرمان علی لکھتا ہے یہ ترجمہ قرآن کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہے لیکن اس میں علاوہ بھونڈے معنی ہونے کے ایک بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس صورت میں ایک نیا جملہ محذوف اور ماننا پڑے گا۔

اس ساری تفصیلات کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہوگئی ہے کہ روافض کے نزدیک یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں بعینہ وہ قرآن نہیں جو اللہ تعالی نے نازل فرمایا تھا بلکہ اس میں بہت سی تبدیلیاں کر دی گئیں ہیں۔اب ہم یہ فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ موجود عقائد و نظریات رکھنے کے بعد بھی شیعہ مسلمان یا کافر۔۔۔۔۔؟

☆☆☆

تعارف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

نام و نسب:

آپؓ کا نام حضرت طلحہ بن عبید اللہ التیمی مذکور ہے آپؓ کا خاندان حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مل جاتا ہے۔آپؓ کی کنیت ابومحمد تھی۔حضرت طلحہؓ کی والدہ محترمہ کا نام صعبہ تھا۔بعض تاریخ نگاروں نے ان کا نام صفیہ لکھا ہے

قبول اسلام:

آپؓ ابتدائی دور میں اسلام لے آئے تھے۔اس وقت انکی عمر 15 سال تھی۔آپؓ کو بھی دین صداقت تک رسائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب کے نتیجے میں ہوئی تھی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب و تلقین سے مکہ کے کئی صاحبِ قسمت اشخاص اسلام لائے ان میں سے ایک حضرت طلحہؓ ہیں۔اسلام لانے کے تیرہ برس تک آپؓ نے ظلم وستم برداشت کیا اپنوں اور بیگانوں کا ہدف تضحیک بنے۔لیکن اللہ کے رسولﷺ کی ہدایت کے مطابق آپؓ نے بسروچشم یہ سارا دور ابتلاء میں جھیلا اوراس کٹھن دور میں بھی دینِ الٰہی کی تبلیغ اوراسلام کی اشاعت میں سرگرم رہے

مکے میں نئے آنے والوں کوتلاش کرتے پھرتے تھے بدووں کے خیموں میں ،مکے کے مشرک شہریوں سے چھپ چھپ کر جاتے اورصداقت کا پیغام سناتے دارِارقم میں زیادہ تر جن زندہ دل ستاران توحید سے معمور رہتی تھی،ان میں سے ایک حضرت طلحہؓ بھی تھے۔مکے کے اس دورِ مصائب میں جہاں تک آپ سے ہوسکا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوششیں کیں اوراپنی محنتوں کو اللہ کے پیغمبرﷺ کی محنتوں میں ملادیا کبھی آزردہ نہ ہوئے اور نہ ہی ہمت ہاری

ہجرت:

مدینہ ہجرت کے بعد آپﷺ نے آپؓ کا بھائی چارہ حضرت کعب بن مالکؓ سے کروایا تھا۔ان دونوں بزرگوں میں ہمیشہ اس قدر محبت وخلوص رہا کہ جس پر حقیقی برادریاں رشک کرتی تھیں

عہد رسالت میں آپؓ کا کردار:

ایک معتبر آدمی کے بیان کے مطابق حضرت طلحہؓ بھی ان کافروں کی خبریں لانے کے لئے بھیجے گئے تھے جو مسلمانوں کی بستی کی طرف جارحانہ عزائم لئے بڑھ رہے تھے۔اسی بنا پر سرکار دو عالمﷺ نے بدر کے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا تھا۔شوال 3ھ میں وادیٔ اُحد میں شہر مدینے سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر مشرکین مکہ کے حملے کے دفاع میں حضورﷺ کو جب یہ دوسری جنگ لڑنی پڑی تو اس موقع پر آپؓ نے جانبازی ،فداکاری اور بے مثال شجاعت کے سلسلے میں نادر روزگار ریکارڈ قائم کیا۔آپؓ حقیقت میں جنگِ اُحد کے ہیرو تھے۔عبداللہ بن جبیرؓ کے ماتحت تیر افگن دستے نے جب دَرّہ خالی چھوڑ کر مالِ غنیمت سنبھالنا شروع کیا اوراس خالی دَرّے سے مشرکین کے سواروں نے آکر جیتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ کیا تو قریب کھڑے صحابہؓ نے اللہ کے پیغمبرﷺ کو اپنے گھیرے میں لے لیا،ان میں سے ایک حضرت طلحہؓ بھی تھے کئی جان نثاروں نے اسی وقت پیغمبرﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانیں فدا کردیں ،جن میں آخری فداکار عمار بن یزیدؓ تھے۔قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ پر تیر لگا جس سے ان کا دیدہ اپنے حلقے سے نکل کر رخسار پر لٹکنے لگا۔ابو دجانہؓ نے حضورﷺ کی طرف رخ کر کے اپنے پورے وجود کو ڈھال بنا لیا۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بڑے استقلال اور شجاعت کے ساتھ دشمنوں پر تیر برسا رہے تھے۔مگر حضرت طلحہؓ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں نیزا لے کر اس قدر جوش سے اس طرف بڑھنے والوں کی طرف لپکے اور کچھ ایسی قوت بازو ومہارت دکھائی دی کہ مشرکین کا زور ٹوٹ گیا۔خدا جانے کتنے لقمہ اجل ہوئے اور پھر پسپا ہوتے ہوئے دور تک دھکیل دیئے گئے۔اس مرحلے پر حضرت طلحہؓ کو 57 زخم آئے۔اُن کا ایک ہاتھ تقریباً شانے سے الگ ہو گیا تھا۔ایک کافر ابو عامر نے مسلمانوں کو گرانے اور نقصان پہنچانے کے لئے گڑھا کھود رکھا تھا۔اتفاق سے آنحضرتﷺ کا پائے مبارک اُس میں جا پڑا اور آپﷺ اس میں گر گئے۔حضرت طلحہؓ اسی وقت آگے بڑھے پشت مبارک میں ہاتھ ڈال کر اُوپر اُٹھایا اور گڑے میں کود کر اپنے محبوب کو نکالا۔اُحد کے دن حضرت طلحہؓ نے وہ شجاعت دکھائی اور ایسے کارنامے انجام دیئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے لوگوں کے حافظے میں محفوظ رہ گئے۔اس بارے میں حضرت ابو عثمانؓ کی ایک شہادت سنئے۔آنحضرتﷺ نے جن غزوات میں مقابلہ کیا ہے ان میں سے بعض کے متعلق صرف حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کی حدیثیں لوگوں کے ذہنوں میں باقی رہ گئی ہیں۔ حضرت ابوعثمانؓ کی اس حدیث سے زیادہ وضاحت سائب بن یزید کی بیان کردہ وہ روایت ہے جو کتاب المغازی ''باب غزوۂ اُحد میں منقول ہے''۔مگر ہم اسے اختصار کی خاطر نہیں کررہے ہیں۔جامع ترمذی اور دیگر تاریخی روایات میں ہے کہ جب حضرت طلحہؓ کے حیرت ناک حملوں نے کافروں کو دھکیل کر بہت دور ہٹا دیا تو پھر طلحہؓ پلٹے ،نظر پڑی کہ رسالت مآبﷺ پہاڑی پر چڑھنا چاہتے ہیں لیکن نیچے اوپر دوہری زرہ

پہنچے تھے۔اس لئے چڑھنے میں کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔عاشق رسول ﷺ حضرت طلحہؓ کے جسم پر 57 زخم لگے تھے۔ایک ہاتھ لٹک رہا تھا لیکن محبت اور عاشقی کے تقاضے اللہ اکبر: فوراً نیچے بیٹھ گئے۔حضور ﷺ کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا۔اٹھے اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔یہ وہ فدائیت تھی کہ جس پر لازماً انعام واکرام کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت طلحہؓ بن عبداللہ کو بھی فوراً سب سے بڑے انعام سے نوازا گیا اور انہیں جنت الفردوس کی بشارت سنا دی گئی۔احد کے بعد 5ھ کو تمام قبائل عرب اور سارے یہودیوں نے مل کر متحدہ فوج بنائی اور دس بارہ ہزار کی تعداد میں جمع ہو کر مدینے کا رخ کیا۔حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ تین ہزار صحابہؓ کو لے کر مدینے سے نکلے۔اس موقع پر بھی حضرت طلحہؓ پیش پیش تھے۔مدینہ شہر سے نکل کر، کوہ سلع کے بعد، جب شمال کی طرف شرقاً، غرباً پانچ ہاتھ گہری خندق کی کھدائی کی تجویز ہوئی تو حضرت طلحہؓ اس کھدائی میں مصروف نظر آتے ہیں۔اس کے بعد اسلام دشمن طاقتیں متحدہ محاذ کی صورت میں مسلمانوں کے سروں پر پہنچ گئیں اگرچہ خندق نے انہیں مجبور کر دیا مگر سارے مسلمان طویل محاصرے میں آ گئے۔اسوقت یہ حالت تھی کہ عام مسلمانوں کے ہاتھ سے دامن صبر چھوٹا جا رہا تھا۔اور ان کے ایمان و توکل کی پونجی، امتحان و آزمائش کی زد پر آ گئی تھی۔البتہ تربیت یافتہ مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس تھی۔ان میں حضرت طلحہؓ بھی تھے۔وہ پریشان جتھوں میں پہنچ کر ان کی تسلی کر رہے تھے۔ان کو اس آزمائش میں پہلے سے زیادہ جان نثاری دکھانے پر آمادہ کر رہے تھے۔ان کو دین کے تقاضے پورے کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے پر اکسا رہے تھے۔قرآن پاک آگے چل کر تیسرے رکوع میں حضرت طلحہؓ اور ان جیسے دوسرے کو صفت مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر کرتا ہے۔سورۃ الاحزاب: آیات 22,24۔''اور سچے مومنوں کا حال اس وقت یہ تھا کہ جب انہوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے۔جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات بلکل سچی تھی۔اس واقعے نے ان کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنھوں نے اپنے خدا سے جو وعدہ کیا تھا۔اسے سچا کر دکھایا'' آپؓ بیت رضوان، غزوہ خیبر اور موتہ وغیرہ میں شریک ہوئے اور نمایاں کام کئے۔فتح مکہ کے سفر میں مہاجر لشکر کے ساتھ حضور ﷺ کے ہم رکاب تھے۔حضرت عثمان بن طلحہؓ کلید سے برادر سے حرم مقدس کی چابی لی اور 20 رمضان 8ھ کو سرکار دو عالم ﷺ کے سایہ عاطفت ورحمت میں بیت الحرام میں داخل ہوئے۔حضور ﷺ کا شکر و سپاس کے جذبے سے سرکجاوے سے لگا جا رہا تھا۔کلمات حمد و ثناء زبان ثناء خواں پر جاری تھے۔اس وقت خاص میں حضور ﷺ کی اس درجہ قربت، ظاہر ہے کس قدر اعزاز کی بات تھی۔25 ذی قعد 10ھ کو رسول اللہ ﷺ حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے تو حضرت طلحہؓ اس قدر قدوسیوں میں شامل تھے آپ حضور ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ پہنچے، تو احرام باندھا، ہدی (قربانی کے جانور) ساتھ لے گئے تھے۔حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے حج کا احرام باندھا لیکن آنحضرت ﷺ اور حضرت طلحہؓ بن عبداللہ کے سوا کسی کے پاس ہدی نہ تھی۔نبی اکرم ﷺ کی وفات سے حضرت طلحہؓ کو جو صدمہ جاں کا پہنچا تھا، اس کا اظہار مشکل ہے۔حضور ﷺ کی جدائی و فراق نے آپؓ کی زندگی کو بے کیف بنا دیا۔کبھی کبھی کہا کرتے ''خدا نے ہر مصیبت کے لئے برداشت کا حکم دیا ہے، اسی وجہ سے اپنے آقا ﷺ کی مہجوری کے لئے میں صبر جمیل کی کوشش بھی کرتا ہوں اور اپنے خدا سے توفیق بھی چاہتا ہوں

عہد خلافت میں آپؓ کا کردار:

عہد صدیقیؓ میں سوا دو سال آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے مشیر خاص رہے۔اپنے فکر و مشورہ اور عمل سے تعاون کرتے رہے۔ہر مرحلے پر آپ آگے بڑھے اور ہر مسئلے میں بھرپور ساتھ دیا۔فتنہ ارتداد سے نمٹنے کے وقت، سارے صحابہؓ کی یہی رائے تھی کہ زکوۃ نہ دینے والوں کے ساتھ عارضی طور پر نرمی برتی جائے۔مگر حضرت طلحہؓ نے صاف کہہ دیا کہ گاؤں اور صحرا کے باسی ہنوز لذت ایمانی و حقیقت اسلامی سے پورے طور پر بہرہ ور نہیں ہوئے ہیں۔وہ مذہب سچا نہیں ہو سکتا جس میں زکوۃ نہ ہو۔اس کے بعد کہا کہ قرآن ان لوگوں کی حالت کو بیان کر چکا ہے۔دیہاتی عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ اسلام لائے۔ابھی تک تو ایمان تمہارے دلوں میں نہیں اترا۔

جمادی الثانی 13ھ کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بخار آیا ایک دن حضرت طلحہؓ پرسش حال کے لئے حاضر ہوئے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت تیزی سے ضعف و انحطاط کی طرف جا رہے تھے۔جب طلحہؓ عیادت کر چکے تو چند ثانیہ خاموشی کے بعد خلیفہ نے کہا ''عمرؓ کو اپنا جانشین بنا دوں۔۔؟ ابو محمد اپنی رائے دو'' حضرت طلحہؓ نے کہا ''حضرت عمرؓ صحابہؓ میں بہترین اوصاف کے حامل ہیں وہ حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا ''میں ان کو اپنا قائم مقام بنانے کے سلسلے میں تم سے مشورہ مانگ رہا ہوں''۔

حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ''ان کے مزاج میں سختی ہے اور وہ زیادہ گرفت کرنے والے ہیں'' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ''اس میں کون سی قباحت ہے؟''

حضرت طلحہؓ نے کہا ''جب وہ آپؐ کے زمانے میں اتنے سخت ہیں تو آپؓ کے بعد اپنی ذمہ داری کے احساس میں خدا جانے کس قدر خردوگیری سے کام لیں گے۔۔؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا'' جب ان پر خلافت کا بار پڑے گا تو نرم پڑ جائیں گے۔وہ مجھے نرم پاتے ہیں' اسی وجہ سے بھی سختی کرتے ہیں۔

حضرت طلحہؓ نے کہا''میں نے کہا تھا کہ موصوف میں خوبیاں اور صلاحیتیں سب سے بہتر ہیں۔میں آپ سے اختلاف نہیں کر رہا ہوں۔ان کی طبیعت کے ایک پہلو کے بارے میں، میرے جو تاثرات تھے ۔ان کے ظاہر کرنے میں میں بخل نہیں کر سکتا۔جمادی الثانی 13ھ میں حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہو گئے آپ نے بھی حضرت طلحہؓ کو ان کے شایانِ شان مقام دیا اور آپؓ کی صلاحیتوں اور اصابتِ رائے سے ہمیشہ فائدہ اٹھایا۔عراق کی فتح کے بعد یہ بحث چھڑی کہ مال غنیمت کی طرح عراق کی زرعی زمینوں کو بھی مقامی کاشت کاروں کے قبضہ اور ملکیت سے نکال کر ان مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے جن کی قوت بازوں سے وہ تقسیم ہوئیں ہیں۔حضرت عمرؓ کا کہنا تھا کہ وہ اراضیات میں جن کے کرایہ اور محصول سے بہت سی ضروریات پوری ہوتیں ہیں اگر آپ عراق کے فتح لشکر میں یہ تقسیم کر دی جائیں تو کل (مستقبل) جو نیا لشکر کا رفتہ ہو پورے لشکر کا قائم مقام ہوگا۔اس کی تنخواہ کہاں سے دی جائیں گی۔آئندہ نسلوں کے لئے کیا رہ جائے گا۔اس موقع پر امیر المومنینؓ نے اجلاس طلب کیا۔تو حضرت طلحہؓ نے کھڑے ہو کر رائے فاروقؓ کی تائید میں پرزور تقریر کی اور بالاتفاق وہی رائے پاس ہوگئی۔اس فیصلے کے بعد حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ سے پوچھا''ان زمینوں کی پیمائش لوگوں کے نام کرائے نامے اور عشر و خراج کی وصولی کا انتظام ایسے شخص کے سپرد ہو جو اس مشکل کام کو باحسن وخوبی انجام دے سکے۔آپ حضرات مشورہ دیں میں اسے کس کے سپرد کروں حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ بن حنیف کا نام لیا اور کہا وہ اس سے زیادہ مشکل خدمت انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ کی رائے کی تائید کچھ بزرگوں نے بھی کی۔حضرت عمرؓ نے ان کو مقرر کر دیا۔حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کے آخر میں جب اسلام دشمن طاقتیں حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔تو ایک دن حضرت عثمانؓ اپنی کھڑکی سے سر نکال کر اس مجمع کو خطاب کیا جسے آپؓ نے طلب کیا تھا۔فرمایا''لوگو تم میں طلحہؓ ہیں۔۔۔؟''سب خاموش رہے۔جب آپؓ نے تیسری بار پکارا تو حضرت طلحہؓ کھڑے ہو گئے حضرت عثمانؓ نے کہا مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ تم مجمع میں موجود ہوں گے اور تین بار پکارنے کے بعد بولو گے میں تمھیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ ایک روز فلاں موقع پر، جب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ میرے اور تمھارے سوا کوئی نہ تھا۔حضور ﷺ نے تم سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا''طلحہؓ۔۔۔ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں سے ایک رفیق ہوگا اور جنت میں میرا رفیق عثمان بن عفانؓ ہوگا۔حضرت طلحہؓ نے کہا''ہاں'' اس کے بعد چلے گئے۔علقمہ بن وقاص لیثی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت طلحہؓ اُم المومنین حضرت عائشہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ قاتلین عثمانؓ کی سرکوبی کے سلسلے میں بصرہ آئے تو میں ایک روز اُن سے ملنے کے لئے گیا وہ اکیلے غمزدہ وافسردہ بیٹھے تھے۔میں نے کہا آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں۔کیا بات ہے؟ فرمایا ،علقمہ !میں یاد کرتا ہوں جب ہم سب لوگ دشمنوں کے مقابلے میں متحد ہو کر اور آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ و غمگسار تھے۔مگر اب یہ حال ہے۔میرا ضمیر مجھے احساس دلا رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مقابلہ میں کچھ فروگزاشت ہوگئی ہے اور اسکی تلافی یہ ہے کہ ان کے قصاص کے لئے اُٹھوں اور اسی پر جان دے دوں۔میں نے کہا کہ آپ کے پاس جائیداد اور اولاد ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے صاحبزادے محمد کو واپس کر دیں تاکہ اگر آپ نہ ہوں تو سب امور کو سنبھال سکے فرمایا علقمہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں جو شخص میرا ساتھ دے گا میں اس کو منع نہیں کروں گا۔

ازواج و اولاد:

حضرت طلحہؓ نے مختلف اوقات میں گیارہ خواتین سے نکاح کیا۔ان سے، محمد، عمران، موسیٰ، اسحاق، اسماعیل، یعقوب، زکریا، یوسف، عیسیٰ، یحییٰ اور صالح پیدا ہوئے۔لڑکیوں کی تعداد چار ہے۔عائشہ، ام اسحاق، صعبہ اور مریم، جبکہ دو کے نام معلوم نہیں۔

فضل وکمال کار ہائے خیر میں صرف ہوتی تھی۔ایک سال آپؓ نے اپنے رشتہ داروں میں چار لاکھ روپے تقسیم کئے۔

حلیہ و سراپا:

آپؓ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔میانہ قد تھے وجیہہ و خوش منظر تھے۔سینہ چوڑا اور کشادہ، شانے وسیع تھوڑے ابھرے ہوئے۔پنڈلیاں موٹی، رانیں بھری ہوئی، بال گنجان اور گھنے، نہ سیدھے نہ گھنگریالے، کچھ سفیدی آگئی تھی۔مگران پر خصاب نہیں کرتے تھے۔

حضرت طلحہؓ بڑے مال دار اور صاحب جائیداد تھے۔آپ کی یومیہ آمدنی کا اوسط ایک ہزار درہم تھا۔

شہادت

19 جمادی الثانی 36ھ کو جمعے کے دن ایک جنگ شروع ہوئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہوئی۔بالکل آغاز میں ایک تیر حضرت طلحہؓ کے پاؤں میں لگا۔زخم کے راستے میں جسم کا خون خارج ہونے لگا۔آپؓ کا ایک غلام آپؓ کو بصرے کے دارالعلاج لے گیا۔آپؓ بے ہوش تھے۔جسم کا سارا خون بہہ چکا تھا۔کچھ دیر بعد آپؓ کا انتقال ہوگیا اور بصرہ میں ہی مدفون ہوئے۔رضی اللہ عنہ

شان صحابہؓ زندہ باد

تحریر غلام عباس صدیقی

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے بعد جن ہستیوں کو شرف مقبولیت عزت وعظمت سے نوازہ وہ صحابہ کرامؓ ہیں ان مقدس ہستیوں نے نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ اور دین اسلام کیساتھ ایسی وفا کی کہ کلام اللہ انکی شان جا بجا بیان کرتا ہے قرآن کے صحابہ کرامؓ کے متعلق تذکرے اولئک ھم الراشدون،

اولئک ھم الغالبون،

اولئک حزب اللہ

.لقد رضی اللہ عن المومنین

اذ یبایعونک تحۃ الشجر

.رضی اللہ عنھم و رضواعنہ....

سے مزین ہیں ایسی عظیم المرتبت ہستیاں جو ہدایت پر ہوں ،غالب ہوں اللہ رب العزت کی فوج ہوں جن کے دوڑتے گھوڑوں کی میدان جنگ میں ٹاپوں کی قسمیں رب کائنات کھا کر کہے یہ مجھے بڑے اچھے لگتے ہیں جن کے دلوں کا امتحان خالق ارض والسمٰوت لے اور تقوے کے سوا کچھ نہ ملے رب محمد ﷺ انکے دلوں کی کیفیت دیکھ کر رشک کریں اگر کوئی منافق کسی صحابی رسول کی تکذیب کرے یا الزام لگائے تو رب کا عرش ہل جائے اور جبرائیلؑ انکی سچائی اور برأت کے ربی حکم نامے لیکر آ جائے تو ایسی جماعت کے کیا کہنے یہ ایسی جماعت ہے جسکے ارشاد آقائے دوجہاں ﷺ ہیں اس جماعت کے استاد، رہبر، قائد کو اپنی جماعت پر بڑا فخر، بڑا ناز اور بڑا اعتماد ہے ہاں ہاں! رب محمد ﷺ کی قسم بہت ناز، فخر، اعتماد ہے اسی لئے تو اپنی با وفا جماعت کے بارے میں میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد ﷺ نے عظیم ارشادات ارشاد فرمائے کہ میرا طریقہ میرے صحابہؓ کا طریقہ (یعنی صحابہؓ کا عمل ہر دین ہے) میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں جسکی پیروی کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔ میرا اور میرے (صحابہؓ) خلفائے راشدینؓ مہدین کا طریقہ ایک ہے۔۔۔۔۔۔(یعنی صحابہ کرامؓ دین کا معیار ہیں میرے آقا کے سامنے جنازہ لایا جاتا ہے رحمت اللعالمین آقا ﷺ میت کا چہرہ دیکھتے ہیں تو جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیتے ہیں سوال کیا جاتا ہے آقاؐ جنازہ پڑھانے سے انکار کیوں؟ تو آ فرماتے ہیں اس کے دل میں میرے عثمانؓ کی نفرت وبغض ہے جسکے دل میں عثمانؓ کی نفرت ہو محمد ﷺ ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھا سکتے میرے بھائیو کریم آقا ﷺ جنازہ پڑھانے سے انکار کر کے قرآن کی تشریح فرما رہے ہیں رب کا حکم انسانوں کو سنا رہے ہیں کہ جس دل میں کسی بھی صحابیؓ کے لئے بغض ہے اُسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

غور کریں جسکا جنازہ پڑھانے سے آمنہ کے دریتیم انکار کر دیں اسکو آخرت میں کون سی جگہ رکھا جائے۔۔؟ جنت میں یا جہنم میں۔۔۔؟

نبی کریم ﷺ کو صحابہ کرامؓ سے بڑا پیار ہے صحابہ کرامؓ زندگی کے ہر موڑ پر میرے آقا ﷺ سے وفا کر کے وفا کا معیار بن گئے تو پھر آقا کریم ﷺ نے بھی صحابہ کرامؓ کے دفاع کے لئے ایسے فرمان جاری کیے تاکہ انسانیت کے دل میں صحابہ کرامؓ کی محبت و عقیدت گھر کر جائے اس معیار حق جماعت کو اہل ایمان کے لئے ایمان کا معیار قرار دے دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم دیکھو میرے صحابہؓ کی توہین کی جا رہی ہے تو ایسا کرنے والے پر لعنت کرو (اسلام مسلمان پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتا) فرمایا میرے صحابہؓ کے بارے میں طعن وتشنیع کرنے سے باز رہو۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کسی ایسے مسلمان کو آگ نہ لگے گی جس نے مجھے دیکھا ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا اچھے لوگ کون ہیں فرمایا میرے زمانے کے پھر دوسرے پھر تیسرے کے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں فرمایا میرے سنت اور میری خلفائے راشدینؓ کی سنت سے چمٹ جاؤ اسے تھام لو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں سے لشکر روانہ کیا جائے گا اور وہ کہیں گے کہ دیکھو کیا تم میں حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے کوئی ہے اگر کوئی صحابیؓ ہوگا تو اسکی برکت سے ان کو فتح ہو گی۔۔ ایسی جلیل القدر ہستیوں کا تذکرہ کرنے سے پہلے ایک قاری کو اپنا دل، دماغ، ذہن، جسم کو پاک صاف کر لینا چاہیے لیکن صاحبو! اللہ تعالیٰ جن کو شرف مقبولیت سے نوازتا ہے تو کچھ لوگ اُن کے بارے میں حسد کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حسد مخالفت تک آ جاتا ہے وہ لوگ اپنی دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھتے ہیں زمانہ نبوی میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ نبی مکرم ﷺ کے صحابہؓ جیسا ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہم ان بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں تو اللہ تعالیٰ ان کا فوراً جواب دیتے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کے جانثار ،فداکار صحابہ کرامؓ بیوقوف نہیں بلکہ تم خود بیوقوف ہو (البقرہ) ایسے بد بخت لوگ ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ مجتہدینؒ، اولیاء اللہؒ نے اپنی معروف کتب میں سنت اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کرتے ہوئے انکی حیثیت بطور غیر مسلم تحریر قم کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت علیؓ روضہ کلینی صفحہ 107 بحوالہ احسن

الفتاوی جلد اول صفحہ 84 امام شبعیؒ نے منہاج السنۃ جلد نمبر 1 صفحہ 7 امام مالک نے الاعتصام جلد نمبر 2 صفحہ 211 محدث ابوذرعہ رازیؒ نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر 1 صفحہ 10 ابن حزم اندلسی نے النحل فی الملل جلد نمبر 3 صفحہ 181 قاضی عیاض مالکیؒ کتاب الشفاء جلد نمبر 2 صفحہ 290,286 ,281 عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ نے غنیۃ الطالبین صفحہ 156 تا 162 امام فخرالدین نے تفسیر ابن کثیر علامہ کمال الدین ہمام نے فتح القدیر باب اول الامت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول صفحہ 575 فتاوی بزادیہ جلد 6 صفحہ 318 علامہ ابوالسعو دشیخ الاسلام و مفتی اعظم سلطنت خلافت عثمانی نے رسائل ابن عابدین شامی طبع سہیل اکیڈمی لاہور جلد نمبر 1 صفحہ 364 علامہ علی قاریؒ نے تتمہ مظاہر حق حضرت مجدد الف ثانی نے ردوروافض صفحہ 31 فتاوی عالمگیری میں جلد 2 صفحہ 69,268 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تفہیمات الہیہ صفحہ 244 شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاوی عزیزیہ ،علامہ ابن عابدین شامیؒ نے ردالمختار جلد 2 صفحہ 294 پر گستاخ صحابہؓ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اتمام حجت کیا۔

یہ فتنہ آج بھی موجود ہے پہلے ادوار سے زیادہ خطرناک شکل اختیار کر چکا ہے اس مذہب اور دین کے جدید رہبر کبیر خمینی اور اسکے اکابر نے اپنی کتب حیات القلوب از باقر مجلسی صفحہ 267 انوار النعمانیہ جلد 2 صفحہ 278 تالیف نعمت اللہ الموسوی الجزائری اویان عالم اور فرقہ ہائے اسلام کا تقابلی مطالعہ از سید علی حیدر نقوی، ترجمہ قرآن مقبول احمد دہلوی (شیعہ) صفحہ 479 سورہ یوسف کی تشریح آیت نمبر 49 شیخ سقیفہ از علی اکبر شاہ کراچی ص 138 حیات القلوب جلد 2 صفحہ 726 الاصول من الکافی جلد 1 تالیف یعقوب کلینی ص 420 اسرار آل محمد تالیف سلیم بن قیس کوفی متوفی 90 ہجری ص 211 الانوار النعمانیہ ص 81 جلد 263/3 حق الیقین جلد 1 ص 509 ملا باقر مجلسی طبع ایران طبع قدیم ایران ص 500 ایضاً جلد نمبر 1 دوم تالیف طبع ایران ص 519 حیات القلوب اردو ترجمہ جلد دوم ناشرا مامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم دیکھو میرے صحابہؓ کی توہین کی جارہی ہے تو ایسا کرنے والے پر لعنت کرو (اسلام مسلمان پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتا)

ص 293 جلد 2 ایضاً 842 تحفہ حنفیہ درجواب تحفہ جعفریہ از غلام حسین نجفی پرنسپل جامعۃ المنتظر لاہور ص 250 و دیگر سینکڑوں کتب میں صحابہؓ کرام ﷺ و اہل بیت عظام خلفائے راشدینؓ کیخلاف ایسے توہین آمیز ،شرمناک ،تکفیری فتوے، جملے، تحریریں شائع کیں تو قدیم ادوار کے گستاخان صحابہؓ کی فہرست میں شامل ہوگئے اس طرح ان پر ان کے ماننے والوں پر کفر ثابت ہوگیا تو دور حاضر کے جدید علماء کرام نے قدیم علمائے اسلام کے فتوؤں کی پیروی کرتے ہوں جدید گستاخ صحابہؓ کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جنہوں نے ان کی مذہبی حیثیت کا تعین کیا ان میں معروف مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور علامہ احسان الٰہی شہید ظہیرؒ و دیگر جید علماء ہیں ان حضرات کے فتاوۂ جات سے دور حاضر اور ماضی قریب کے مسلمانوں نے راہنمائی حاصل کی لیکن آج چند لوگ مصلحت کے نام پر اس گستاخ گروہ، مذہب ،دین والوں کو فرقہ ،مسلک قرار دے رہے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر مندرجہ بالا تمام اکابرین امت جنہوں نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے وہ خود اپنے فتوے کی زد میں آگئے لیکن ایسا نہیں ہے اکابرین امت نے درست فتویٰ دیا آج

اکابرین امت کی پشت پر چھرا گھونپنے والے سراسر گمراہ ہیں انہیں اپنی کم علمی کا ازالہ کر کے گمراہی سے باہر نکلنے کا سامان تیار کرنا ہوگا یہ آپ نے کبھی نہیں سنا کہ ملک کے طول و عرض میں ان کی مجالس میں اب بھی تقریری انداز میں توہین صحابہؓ ہوتی ہے اگر نہیں سنا تو پھر یہی سمجھائے گا کہ آپ جنگل میں رہتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی فوج، پولیس میں جعلی سپاہی برداشت نہیں کرتے اپنے خاندان میں کسی غیر کو اپنا فیملی ممبر بنانے کے لئے تیار نہیں کسی جعلی مشروب، ادویات، خورد نوش اشیاء کیخلاف تو کاروائی کرتے ہیں انہیں برداشت نہیں کرتے اسے فراڈ ،دھوکا قرار دیتے ہیں مگر ایک مذہب اینٹی اسلام ہی نہیں بلکہ معیار اسلام کا بھی گستاخ اور ان پر تکفیری فتوے جاری کرنے والا ہے اس کیخلاف حق سچ کی صدا بلند کرنے والوں کو تنقید و تنقیص کا نشانہ کیوں بناتے ہیں۔

اس سلسلے میں حکومت کو چاہیے کہ چیف جسٹس سپریم کورٹ اسلامی نظریاتی کونسل کی سطح پر پینل ترتیب دیا جائے جو چیف جسٹس ہائی کورٹ سید سجاد علی شاہ کی طرح یہ کیس مکمل سننے اور فیصلہ کرنے سے قبل زبردستی اس پینل کو ختم یا سربراہ کو جبری ریٹائر منٹ پر نہ بھیجا جائے تو حقیقت واشگاف ہونے کے ساتھ ساتھ ملک میں جاری فرقہ واریت کا خاتمہ بھی ہوسکتا ہے جو امن قائم کرنے میں کلیدی کردار ادا کریگا۔

شیعہ کی تاریخی حیثیت

مراسلہ: مولانا مقصود حیدری بہاولنگر

قسط اوّل

ازاقتباسات۔سیف الاسلام بردشمنان اسلام

دین اسلام دین فطرۃ ہے انسانوں کی فلاح وبہبودد کے لیے خالق کائنات نے اسے اتارا ہے اور اسے واجب العمل ودستور منشور قرار دیا ہے۔دین دنیاو آخرت دونوں جہانوں کی کامیابی سکھاتا ہے۔انسان کی مادی اور روحانی تمام مشکلات کا حل پیش کرتا ہے، زندگی کی روح اور اسکی قوۃِ محرکہ ہے، صحیح اور غلط کے امتیاز کی کسوٹی ہے اسی نے انسانوں سے جانوروں والی صفات کو نکالا اور انسانوں والی صفات کو پیدا کیا ہے اور اسی کی وجہ سے انسانوں کو شرافت ملی ۔یہ دین اسلام ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دیتا ہے حقوق وفرائض کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے ماں باپ، اہل و عیال، حاکم ومحکوم، کاشت کار اور زمیندار تمام طبقات میں حقوق العباد کی وضاحت کر کے ایک ایسے نہ ختم ہونے والے اخلاق اور نصب العین اور طریقِ زندگی متعین کرتا ہے کہ مسلم اور انسانی معاشرے کے تمام افراد اس پر عمل کرنے کی وجہ سے آپس میں شیر وشکر بن کر رہ سکتے ہیں اور یہ دین تمام طبقات کا محافظ ہے۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا اور آخرت دونوں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں اور ایک ہی سفر کے دو مرحلے ہیں پہلا مرحلہ عمل اور کوشش کا اور دوسرا مرحلہ نتائج وثمرات کا جو قیامت کے دن احکم الحاکمین اپنے بندوں کو عطاء فرمائیں گے جیسا عمل دنیا میں کیا ہوگا ویسا ہی نتیجہ ملے گا جیسا کہ مشہور ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

یہ دین تقریبا سوا لاکھ انبیاءؑ نے پیش کیا انکے پیروکاروں نے عمل وتبلیغ کے ذریعہ اسکو جلا بخشی سب سے آخر میں خاتم النبین والمعصومین محبوبِ رب العالمین سید المرسلین حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ رحمۃ العالمین تشریف لائے اور اس دین کو مکمل ومنظم شکل میں چلا کر دکھایا۔قدوسی صفت آپ ﷺ کے اصحاب ؓ وخلفائے راشدینؓ نے اپنے ملکوتی کردار اور حسنِ عمل اور فتوحات وتعلیمات کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔

کروڑوں انسانوں سے بت پرستی چھڑوا کر ایک وحدہٗ لاشریک کے سامنے لاکر کھڑا کیا اور ظلم سے انسانیت کو نجات دلائی اور عدل وانصاف قائم کیا جسکی وجہ سے پُوری دنیا میں امن ومان قائم ہوگیا اسی وجہ سے اہلسنت علماء کرام واہلسنت عوام بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ خلفائے راشدینؓ کے نظام کا نفاذ کیا جائے تا کہ تمام طبقات کے حقوق ادا ہوں اور ملک میں امن قائم ہو سکے اس کے بغیر امن وامان کا قیام ممکن ہی نہیں ہے۔

حق وباطل کی آویزش روزِ اول سے چلی آرہی ہے اور دل کی بیماریوں میں سے حسد ایک ایسی خطرناک بیماری ہے کہ تمام اعمال صالحہ کو جلا کر ایسے راکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو انگارے بنا کر ختم کر دیتی ہے ۔اسی حسد نے بہت سارے بڑے بڑے لوگوں کو کفر وظلمت میں دھکیلا ہے اور حسد ہی کی وجہ سے اکثر دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں حسد ہی کی وجہ سے پہلا قتل ناحق ہوا۔حسد ہی کی وجہ سے مشرکین کے بڑے بڑے سردار ایمان واسلام سے محروم رہے اسی حسد ہی کی وجہ سے یہودیوں نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی صفات پڑھنے کے باوجود اسلام قبول نہ کیا

مذہب شیعہ کا آغاز وتعارف:۔

اسلام جب اپنے محسنین تلامذۂ نبوت خلفائے راشدینؓ کی وجہ سے بامِ عروج پر پہنچا اور زمین کے چپہ چپہ پر چھا گیا تو بڑی بڑی سلطنتیں خاک میں مل گئیں تو یہود ومجوس منافقانہ انداز میں اسلام میں داخل ہوگئے اور حسد اور نفاق کی وجہ سے اسلام سے انتقام لینے کی ٹھان لی ان کا سرغنہ صنعاء یمن کا عبداللہ بن سباء یہودی عالم تھا۔

شیعہ کی کتاب رجال کشی ص 71 (مطبوعہ بمبئی) میں ابن سبا کے بارہ میں لکھا ہے کہ اہلِ علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر اسلام قبول کیا اور حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کرنے لگا یہی ابن سبا یہودیت کے زمانہ میں یوشع بن نونؑ کو حضرت موسیٰؑ کا وصی کہتا تھا تو ظاہری مسلمان بن کر حضور ﷺ کے وصی ہونے کا عقیدہ نکالا۔

یہ ابن سباء یہودی صحابہ کرامؓ سے دشمنی اور تعلیمات نبویہ سے بیزاری اور خلفاء راشدینؓ اور فاتحین اسلام کی کردار کشی اور منافرت پھیلانے میں رئیس المنافقین ابن اُبی کا پورا پورا وارث بنا۔

اسی نے حُبِ اہل بیتؓ کے پُرفریب نعرہ سے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو شہید کروایا اسی نے حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں خونریزیاں کروائیں۔اسی کے پیروکار ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید کیا تھا یہی لوگ اتحادِ ملت کے دشمن بنے اسی کے حواریوں نے سبطِ رسول حضرت حسن المجتبیٰؓ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے مذل المومنین مسوّد المسلمین کے القابات سے نوازا

(جلاء العیون)

اسی بدبخت گروہ نے ریحانہ بتولؓ سیدنا حسینؓ بن علیؓ

کو بلوا کر غداری سے شہید کروایا اسی بدبخت گروہ کی شرارتوں کی وجہ سے امت مسلمہ دو گروہ میں بٹ گئی۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیعہ روزِ اول سے مسلمانوں کے دشمن چلے آرہے ہیں انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے مخالفوں کا ساتھ دیکر اہلِ اسلام سے جنگ کی ہے (تاریخ اسکی شاہد ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوجائیگا) نیز فرماتے ہیں کہ شیعہ نقلی دلائل پیش کرنے میں اکذب الناس (سب لوگوں سے زیادہ جھوٹے) ہیں اور عقلی دلائل پیش کرنے میں اجھل الناس (سب لوگوں سے زیادہ جاہل) ہیں۔ انکے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصان کا علم صرف رب العالمین کو ہی ہے۔ (المنتقیٰ من المنہاج، اُردو)

استاذ محترم امام اہلسنت حضرت مولانا علی شیر حیدری شہیدؒ فرمایا کرتے تھے اگر اللہ پاک نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو شیعہ کی اتنی سازشیں ہیں کہ ان سازشوں کی وجہ سے دین کبھی کا تبدیل ہو چکا ہوتا۔

اب تو پوری دنیا کی مسلمان قوم اسکا اعتراف کرتی ہے۔ اسکی تازہ مثال پاکستان میں شریعت بل 1986ء کی مخالفت ہے آل شیعہ پارٹیز فیڈریشن نے 16 اپریل اور 19 اپریل کے اخبارات جنگ وغیرہ میں پریس کانفرنس شائع کروائی ہے کہ اگر شریعت بل نافذ کیا گیا تو شیعہ اسکی بھرپور مزاحمت کریں گے اور قربانیاں دیں گے اور اسلام کے شیدائی سوشلزم اپنانے پر مجبور ہوجائیں گے یعنی قرآن وسنت اور اجماع امت اور قانون شرع پر مبنی مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام ہرگز گوارہ نہیں ہے اسکے آنے پر مرٹنا منظور ہے مگر تائید نہیں کریں گے۔

انہوں نے ایک صدی انگریزی قانون کے تحت عیش وعشرت سے زندگی گزاری لیکن کبھی بھی نفاذ فقہ جعفریہ کی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی انگریز کے قانون کے خلاف کوئی بات کی تھی لیکن 35 سال کے بعد صدر محمد ضیاء الحقؒ نے نفاذ اسلام کی بات کی تو کھلی مخالفت شروع کردی اور اسلام آباد کا گھیراؤ کیا اور نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالبہ لیکر آگئے اور زکوٰۃ وعشر کا انکار کیا حدود شرعیہ سے خود کو نکال کر کافروں کی لائن میں اپنے آپکو لاکر کھڑا کیا ہم اِنکو کیسے مسلمان مانیں یہ تو خود کافروں کیساتھ کھڑے ہوئے ہیں ہم نے تو انکو کافروں کی لائن میں کھڑا نہیں کیا ہم نے تو صرف اتنا بتایا ہے کہ یہ کافروں کی صف میں کھڑے ہیں لہٰذا ہمارے نہیں۔ یہ بات بھی جرم ٹھہرائی۔۔۔

شیعہ کی سیاسی تاریخ

ذرا مختصراً ان کی اسلام سے غدای مسلم کشی اور کفار سے دوستی اور موالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

.1 ابولؤلؤ فیروز مجوسی ایرانی نے شہزادہ ہرمزان کی سازش سے مراد نبی فاتح اسلام خسر رسولؐ اور داماد علی المرتضیٰؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کو شہید کیا شیعہ اس دن عید مناتے ہیں اور قاتل عمرؓ فیروز کو بابا شجاع کہہ کر فیروزہ نامی انگوٹھی بابرکت بتاتے ہیں

.2 حضرت عثمان غنیؓ کو جن سبائیوں، بلوائیوں نے شہید کیا انکو اپنا پہلا شیعہ گروہ متقی وصالح مانتے ہیں حالانکہ یہ اسلام کا بہت بڑا حادثہ ہے۔

.3 جنگ جمل وصفین میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور سترہ ہزار مسلمانوں کے قاتل یہی گروہ ہے ان حوادث پر خوش ہیں انکے بارہ میں کبھی بھی ماتمی مجلس قائم نہیں کی ہے

.4 حضرت علی المرتضیٰؓ کا قاتل ابن ملجم کٹر شیعہ تھا اور مصری بلوائی تھا۔ اس کے کسی عمل کی شیعہ مذمت نہیں کرتے نمازوں کے بعد اس پر لعنت نہیں کرتے جیسے معاذ اللہ خلفاء ثلاثہ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) اور امیر معاویہؓ پر لعنت کرتے ہیں اسکا راز شیعہ کا اسکا بھائی ہونا نہیں تو اور کیا ہے

اھلبیتؓ پر مظالم

.1 احتجاج طبرسی منتھی الامال، جلاء العیون وغیرہ کتبِ شیعہ میں صراحت ہے کہ جب حضرت حسن المجتبیٰؓ نے اپنے نانا کی پشین گوئی اور رضا کے مطابق حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت اور مصالحت کرلی سب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوگئے وہ سال عام الجماعت کہلایا تو اتحادِ ملی کے دشمن شیعہ حضرت حسنؓ سے ناراض ہوگئے آپکو بہت کوسا اور طعنہ زنی کی اسکی صدا آج بھی شیعہ ایوانوں میں گونج رہی ہے کہ حضرت حسنؓ اپنی اولاد میں صرف امامت سے ہی محروم نہ ہوئے بلکہ انکے کسی مخصوص کمال اور بزرگی پر نہ تو کوئی تقریب اور مجلس منعقد ہوتی ہے اور نہ کوئی نام نہاد خطیب آلِ محمد ﷺ اِس عظیم کارنامہ پر حضرت حسنؓ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور جن شیعوں نے حضرت حسنؓ پر قاتلانہ حملہ کیا، انکی ران کاٹی، ان کا مال واسباب لُوٹا شیعہ ذاکر انکی مذمت میں کوئی مجلس منعقد نہیں کرتے؟ غور وفکر کرنے سے یہ سب باتیں معلوم کی جاسکتی ہیں۔

2. حضرت حسینؓ کے ساتھ اِس سبائی ٹولے کا سلوک بالکل واضح ہے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

3. قتل حسینؓ کے بعد یہ نادم اور تائب ہوئے تاریخ میں ان کا لقب توابین کے نام سے مشہور ہے قاضی نور اللہ شوستری لکھتا ہے کہ شیعہ ایک مدت کے بعد بیدار ہوئے۔ افسوس کھایا اور اپنے اوپر لعنت کی کہ یہ دنیا اور آخرت کا گھاٹا ہمارے نصیب میں آگیا کیونکہ ہم نے حضرت حسینؓ کو بلوایا پھر ان پر تلوار چلائی اور ہماری بیوفائی سے ہوا جو کچھ ہوا اس جماعت کے

سردار پانچ لوگ تھے ۔1۔ سلمان بن صرد خزاعی ۔2 مسیّب بن نخبہ فزاری۔3 عبداللہ بن سعد ازدی4 عبداللہ بن دال تمیمی ۔5 رفاعہ بن شداد ۔ یہ پانچوں حضرت علیؓ کے خاص اور معروف شیعہ تھے۔

(مجالس المومنین مجلس ہشتم در ذکر ملوک نادار)

4. پھر چند سالوں کے بعد انتقام حسینؓ کے بہانے سے بدترین ظالم مختار ثقفی نے اٹھاسٹھ ہزار مسلمانوں کا قتل عام کر کے کوفہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی شعح دیوان مرتضوی کی روایت کے مطابق مقتولین کی تعداد اسی ہزار تین سوایک ہے (مجالس المومنین)

آج بھی شیعہ اسے ناصر آل حسینؓ کہہ کر قومی ہیرو مانتے ہیں حالانکہ یہ حضرت حسن مجتبیٰؓ کو گرفتار کر کے دشمنوں کے سپرد کرنا چاہتا تھا لیکن اسکے چچا نے اسے ڈانٹ دیا (یہ سب حوالہ جات" ہم سنی کیوں ہیں مئولف حافظ مہر محمد" میں دیکھے جاسکتے ہیں)

5. حضرت زید شہیدؒ بن علیؓ بن زین العابدینؒ جو سادات میں سے تھے ظالم حکام کے خلاف اٹھے چالیس ہزار کا لشکر تیار کیا عین موقع پر ان کوفی شیعوں نے غداری کی اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ تب چلیں گے کہ تم ابوبکرؓ اور عمرؓ پر تبرا کرو گے حضرت زیدؒ نے فرمایا کہ وہ تو ھمارے بزرگ ہیں ان پر کیسے تبراء کروں تو یہ سب کوفی شیعہ حضرت زیدؒ کا ساتھ چھوڑ گئے تو حضرت زیدؒ نے فرمایا

یاقوم رفضتمونی اے میری قوم!

تم نے میری بیعت کر کے مجھے چھوڑ دیا اسی وجہ سے شیعوں کا لقب رافضی مشہور ہوگیا (مجالس المومنین)

حضرت زیدؒ چند افراد لیکر لڑے اور شہید ہوگئے آج بھی جعفری اور اثناء عشری شیعوں کو حضرت زیدؒ سے نفرت اور مختار سفاک سے محبت ہے بے دینوں کا ساتھ دینا اور اہل حق سے غداری کرنا یہ تو شیعوں کو ورثہ میں ملا ہے ایسے واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں

6. بنوامیہ کے خلاف جو ایرانیوں نے بنوعباس کے ساتھ مل کر تحریک چلائی اور پھر خونی انقلاب آیا لاکھوں مسلمان ان کے مظالم کا نشانہ بنے اور بعض عباسی بادشاہوں کا لقب سفاک (بہت خونریز) پڑ گیا سب کا مشیر و وزیر اور اصل میں قاتل ابومسلم خراسانی تھا جو کہ متعصب شیعہ تھا اور بنوعباس سے اسی نے ظلم کرائے شیعہ آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں شوستری نے اسے سلاطین کی فہرست میں شمار کیا ہے

بنوبویھہ کے مظالم

ابومسلم خراسانی عباسی دور میں تقریبا سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا۔ عباسی حکمران کٹھ پتلی بن کر رہ گئے اور بنوبویھہ کے تین بیٹے فوجی تربیت حاصل کر کے عباسیہ کے دشمن ہوگئے غنڈہ گردی اور قتل وغارت سے جنوبی ایران پر قبضہ کیا پھر سارے ایران پر قبضہ کر کے بغداد پر حملہ کردیا خلیفہ مستکفی باللہ نے اسے بغداد کا گورنر بنادیا اور معزالدولہ کا لقب دیا انہوں نے بغداد میں اپنا راج اتنا چلایا کہ خلیفہ کو بر سر عام ڈنڈے مار مار کر قید کرلیا سات سال بعد وہ قید میں ہی مرگیا اور برائے نام ایک شہزادے مطیع لدین کو خلیفہ بنایا اپنی من مانی کاروائیوں پر اس سے دستخط کروالیتے تھے اور قتل عام کرتے تھے ان کا احمد معزوالدولہ ظلم میں سب کو مات دے گیا۔ اس نے جبراً عاشورہ محرم کی چھٹی کروائی جو پہلے کبھی نہ ہوئی تھی اہلسنت کی دوکانیں بند کروا کر تمام شیعہ مرد وعورتوں کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس پہن کر روئیں پیٹیں اور ماتم کریں بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر لعنت اور تبراء لکھوادیا اہلسنت مٹادیتے شیعہ پھر لکھ دیتے چنانچہ سُنی شیعہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی ہزاروں مسلمانان اہلسنت شہید ہوگئے یہ واقعہ 352 ہجری کا ہے شوستری لکھتا ہے کہ یہ فتنہ اتنا بڑ گیا کہ معزالدولہ دارالسلام بغداد کے تمام سنی مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا تو محمد بن مہلبی نے درخواست دی کہ حضرت امیر معاویہؓ کے سوا کسی پر لعنت نہ کی جائے ۔اور شخصی لعنتوں کے بجائے یہ کلمات لکھیں **لعن اللہ لظالمین لآل محمد رسول اللہ** اکیس سال معزالدولہ خلیفہ رہا اور عباسی خلیفہ کا تابعدار بن کر رہا

(مجالس المومنین)

آل حمدان سے ایک شیعہ بادشاہ سیف الدولہ ہوا ہے اس نے بھی شیعت کے نشہ میں شہر حلب میں یہی ظالمانہ کاروائی کی (مجالس المومنین) جواب تک حافظ الاسد کرتا رہا

تاثرات

میں اللہ پاک کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں نفاذ خلافت راشدہ کی صورت میں ایک ایسا رسالہ ملا جس نے مجھے مشن جھنگوی شہیدؒ کی یاد تازہ کردی۔ بڑی شدت سے اس کا انتظار رہتا ہے۔ دعاگو: حافظ عبدالرحیم فاروقی عمرکوٹ

نفاذ خلافت راشدہ دسمبر کا شمارہ پڑھا۔ ایمان کے پودے کو منفرد آبیاری ملی۔ بہت جلد آسمان صحافت پر نفاذ خلافت راشدہ چودھویں کا چاند بن کر ابھرے گا۔ سب مضمون منفرد اور میرے پسندیدہ تھے۔ میرا مشورہ ہے کہ اس کے صفحات کو بڑھا دیا جائے میں اس کی پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے دعا گو بھی ہوں: آصف رشید قاسمی فیصل آباد

ایک ایسے شمارے کی شدت سے تلاش میں تھا۔ جو امیر عزیمتؒ کے مشن کا ترجمان ہوں اور ان کے نظریے کی صحیح ترجمانی کرتا ہوں۔ (نفاذ خلافت راشدہ) کی صورت میں پا کر بہت خوش ہوا۔ میری دعا ہے کہ یہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

(محمد اکرم حیدری سیالکوٹ)

اسلام کی حقانیت، اسلام اور منافقت میں کیا فرق ہے؟ (قسط اوّل)

حافظ شعیب نواز معاویہ پاک پتن

اسلام کے آغاز ہی سے اہلِ باطل یہود، نصاری، مشرکین اوران کے ایجنٹوں نے اسے مٹانے کے لیے ہرقسم کا حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا مگر مسلسل نا کامیوں کے بعد انھوں نے اسلام کے خلاف ایک ایسی سازش مرتب کی جس کا مقصد خصوصیات اسلام کو مسخ کرنا تھا یعنی شراب حرام ہے تو کیا ہوا اس پر آبِ زمزم زمزم کا لیبل لگا کر فروخت کرو جھوٹ کا نام بدل کر تقیہ رکھ دو یعنی اصل کونقل اور نقل کو اصل ثابت کرنے کی شازش شروع کی مختصر یہ کہ مسلم کو کافر بنانے کی بجائے ایسی سازش تیار کی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلم کو مسلم نہ رہنے دو۔ عام لفظوں "میں نام مسلمانوں والا" اور "کام اہل باطل والا"۔ ایسی ہی ایک ناپاک سازش عبداللہ بن سبا یہودی کے ذریعہ شروع ہوئی جس نے مستقل اس دور میں اسلام کے خلاف دین کی صورت اختیار کر لی جو اسلام میں ہے اسکا الٹ اُدھر، اگر اسلام میں نکاح ہے تو اُدھر متعہ، اسلام میں جھوٹ کی مذمت تو اُدھر تقیہ کی فضیلت۔ اسلام کے خلاف اصل دین کو موجودہ دور میں شیعت و رافضیت کے نام سے سب خاص و عام جانتے ہیں انکے غلیظ عقائد کو لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ راہزن کی نشاندہی کرنا۔

تعارف بانی مذہب الشیعہ
عبداللہ بن سبا یہودی:

اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ ’’عبداللہ بن سبا‘‘ پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گہرا دوست بن گیا۔ یہودی ہوتے ہوئے یہ حضرت یوشع علیہ السلام بن نون خلیفہ حضرت موسی علیہ السلام کے متعلق غلو سے کام لیا کرتا تھا اور جب اسلام لایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مبالغہ آمیز باتیں کی ہیں یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق امامت کے فرض ہونے کا قول کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں اور دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا آپ کے مخالفین کو بے حجاب کیا اور انکے کفر کو واضح کیا اسی کی وجہ سے شیعہ کے مخالف کہتے ہیں کہ رفض وشیعت دراصل یہودیت کا دوسرا نام ہے

(رجال کشی ص ۱۰۱ تذکرہ عبداللہ بن سبا)

اسکا انجام یہ ہوا کہ اس نے عقیدہ گھڑا کہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آگ میں جلا دیا اسی طرح ستر آدمی جاٹ قوم کے آپ کے پاس لائے گئے اور وہ اپنی زبان میں آپ کو خدا کہنے لگے اور سجدہ کیا حضرت نے فرمایا تمہارا برا ہو یہ کیا کہہ رہے ہو میں تم ہی جیسی مخلوق ہوں وہ نہ مانے تو انکو بھی آگ میں جلوا دیا۔ (کتاب مستطاب مجمع الفضائل ۱/۱۴۷، ۱۴۶۔

اسلام کے مقابلہ میں شیعہ کے اصول دین:

۱۔ توحید ۲۔ عدالت ۳۔ نبوت ۴۔ امامت ۵۔ قیامت

(ٹائٹل اعتقادات امامیہ + تحفۃ العوام) ص ۳۱۔

دیکھنے میں ترتیب کے لحاظ سے عقیدہ امامت چوتھے نمبر پر ہے مگر سارا شیعہ دین عقیدہ امامت کے گرد گھومتا ہے اس لیے ہم امامت ہی کو بنیاد پر رکھ کر باقی دینِ شیعہ کا جائزہ لیں گے پہلے نمبر پر توحید مگر توحید سے پہلے

شیعہ اثنا عشریہ کے ترتیب وار اماموں کے نام:

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ، سیدنا محمد باقر رحمۃ اللہ، سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ، سیدنا موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ، سیدنا رضا رحمۃ اللہ، سیدنا محمد تقی رحمۃ اللہ، سیدنا علی نقی رحمۃ اللہ، سیدنا حسن عسکری رحمۃ اللہ اور نمبر بارھواں یہ ایک فرضی شخصیت ہے کتب شیعہ کے مطابق جس کا نام لینے سے مسلم کافر ہو جاتے ہیں اسلیے اس کا نام معلوم نہیں آپ سمجھ رہے ہونگے کہ میں مذاق کر رہا ہوں حالانکہ یہ حقیقت ہے اور شیعت ایسی ہی خرافات کا مجموعہ ہے۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی جلد نمبر۲، ص: ۳۲۲ روایت نمبر۴ باب نمبر ۶۷ ۔ حضرت کے نام لینے کی ممانعت)

راوی کہتا ہے کہ جناب ابوعبداللہ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ صاحب الامر کو انکے نام سے نہ پکارے گا مگر کافر۔

توحید کیا ہے؟

۱۔ انسانوں کا خالق اللہ ہے (پارہ ۲۵ سورہ زخرف آخری رکوع

۲۔ ارض وسما کا خالق اللہ ہے (سورہ لقمان رکوع ۳ سورہ زمر رکوع ۴

۳۔ رازق اللہ ہے۔

۴۔ مالک اللہ ہے۔

۵۔ موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۶۔ مدبر امور اللہ ہے۔ (سورہ یونس رکوع ۴۔

۷۔ زمین وآسمان، عرش وفرش سب کا ملک اور رب اللہ ہے (سورۃ مومنون رکوع ۵

۸۔ شہنشاہ کل اللہ ہے۔

۹۔ صاحب اختیار واقتدار اللہ ہے۔ سورہ مومنون رکوع ۵

۱۰۔ قادر مطلق اللہ ہے۔ (سورہ نحل رکوع ۵

کیا جُرم ہے ملک اسحاق کا؟

حاکمِ وقت! لب کھول! ذرا بول!

☆ یہی کہ وہ پاکستان کا محبِّ وطن شہری ہے۔

☆ یہی کہ وہ امریکہ اور برطانیہ کا ذلہ خوار نہیں۔

☆ یا یہ کہ وہ عدلیہ و آئین کا احترام کرتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ مملکتِ خداداد پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کا محافظ ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ مذہب کے نام پر مقدس ہستیوں کی توہین کرنیوالوں کا محاسبہ چاہتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ حضورﷺ ، اصحابؓ و آلِ رسولؐ پر گالم گلوچ، سبّ وشتم پر قانونی گرفت مانگتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ ہمسایہ ملک (ایران) کے زیر سرپرستی چلنے والی دہشت گرد تنظیموں کی پاکستان میں خطرناک، قاتلِ امن سرگرمیوں کو روکنے کی بات کرتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ ایران وامریکہ، اسرائیل وانڈیا کی ناجائز بالادستی کو ٹھکراتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ مذہب کے نام پر مذہبی جلوسوں کو عبادت خانوں تک محدود کرنے اور فرقہ واریت کے خاتمہ کی بات کرتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ گستاخانہ کتب وخاکوں کی ضبطی کیلئے مضبوط قانونی شکنجے کا سوال کرتا ہے۔

☆ یا یہ کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے غلط استعمال اور اعلانیہ تبرّا بر جماعتِ رسولؐ و تبرّائی اذان پر قانونی پکڑ چاہتا ہے۔

اگر یہ جُرم ہے تو سنو!

اے خدا کی دھرتی پر دندنانے والے مغرور اور انصاف کے قاتل حکمرانو!

ڈرو اُس وقت سے! جب اکثریتی سُنّی آبادی کے مظلوم رہنما ملک محمد اسحاق کے وارث رَب کا غضب تمہیں پکڑ لے اور تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ۔

یاد رکھو! قوم جانتی ہے کہ ملک اسحاق کلیدِ امن (امن کی چابی) اور سپاہی دین وملت ہے۔

حکمرانو! اگر امن قائم کرنے میں مخلص ہو تو اِس مردِ قلندر کو رہا کرو اور فی الفور رہا کرو۔

ایسا نہ ہو کہ کہیں تم انصاف کرنے میں دیر کردو اور منصف رب خود انصاف کردے پھر تم اپنے ماضی کی طرح اور دیگر حاکموں کی طرح دربدر ذلّت اُٹھاتے پھرو ---

خبردار! اِنّ بَطشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ (القرآن)

سُنّی قوم کا مطالبہ ...... ملک اسحاق کی رہائی .... ملک وملت کی بھلائی

۱۱۔متصرف علی الاطلاق اللہ ہے(سورہ عنکبوت رکوع ۶)

۱۲۔مصائب سے نجات دینے والا، مشکل کشا، دافع البلاء اللہ ہے(سورۃ یونس رکوع ۱۲ سورہ روم رکوع ۴ سورہ زمر رکوع:۱

نوٹ: تمام آیات کا ترجمہ شیعہ ترجمہ قرآن سید مقبول حسین دہلوی کا ہے

توحید کے موضوع پر قرآن حکیم سے بیسوں آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا شیعت واقعی ہی توحید پرست ہے۔

اقوال آئمہ

۱۔اللہ کے ساتھ ہمارے اقوال ایسے ہیں کہ کبھی ہم وہ ہو جاتے ہیں اور کبھی وہ ہم ہو جاتا ہے مگر اسکے باوجود وہ، وہ رہتا ہے اور ہم، ہم رہتے ہیں (کشف العقائد ص ۵۶، بحوالہ بحار الانوار)

۲۔اے علی جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا اس نے اللہ کی ربوبیت کا انکار کیا (کشف العقائد ص ۵۹)

۳۔اللہ کی تمام صفات تحت ولایت ہیں (کشف العقائد ۵۹)

نوٹ: ولایت کیا ہے اس پر آگے مستقل بات ہوگئی۔

۴۔جناب مقداد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا مولا آیا ملاء اعلیٰ کے امور آپ سے متعلق ہیں آپ نے فرمایا اے ابن اسود خدا کی مخلوق جو آسمانوں اور زمین سے متعلق ہے اور جو ملائک آسمان میں ہیں ان سب پر حجت ہوں آسماں پر جتنے ملائک ہیں بغیر میری اجازت کے اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں ہٹ سکتے (خطبات حضرت علی نہج الاسرار ۲/ ۲۲۲

۵۔مولائے کائنات فرماتے ہیں میں نے تمام عالمین کو پیدا کیا (کشف العقائد ص ۷۶)۔

۶۔میں ساتوں آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہوں (کشف العقائد ۷۶)

۷۔علی کل شی قدیر سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ (کشف العقائد ۷۶)

۸۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ رب ہیں (ترجمہ جلاء العیون ۲/ ۶۶)

۹۔خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے (ترجمہ جلاء العیون ۲/ ۸۳

۱۰۔ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں۔ (ایضاً) ۱۱۔ائمہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔(ایضاً) (۸۵/۲)

۱۲۔خدا جب راضی ہوتا ہے فارسی میں باتیں کرتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے عربی میں باتیں کرتا ہے۔(تاریخ اسلام۔۱۸۶)

۱۳۔مشکلات میں علی کو پکارنا انبیاء کرام کی سنت ہے (ترجمہ جلاء العیون ۲/ ۶۶

۱۴۔امام اللہ کی صفت تامہ ہوتا ہے جسکی معرفت کے بغیر اللہ کی معرفت حاصل کرنا ناممکن و محال ہے (کشف المعرفہ۔ص ۸)

فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱۵۔میں عبدیت کی اس منزل پر ہوں جہاں عبد و معبود میں تمیز کرنا محال ابدی ہے (کشف العقائد ۱۲۳)

۱۶۔آسمان پر سیدنا علی کا نام احد ہے۔ (کشف العقائد ص:۶۱)

۱۷۔ملائک ہر کام میں اجازت علی کے پابند ہیں (کشف العقائد ص:۶۴)

۱۸۔تمام مخلوق ملائکہ کے مالک سیدنا علی ہیں (کشف العقائد ص:۶۵)

۱۹۔تمام عالمین، کائنات مخلوق کو ساتوں آسمانوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تخلیق کیا (کشف العقائد ص:۷۶) ۲۰۔اللہ اور علی کی ولایت میں کوفرق نہیں۔(کشف العقائد ص:۱۱۰)

۲۱۔ابراہیم بن محمد خزاز اور محمد بن حسین کہتے ہیں کہ ہم دونوں امام رضا کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے معراج کی شب اللہ تعالیٰ کو ایک (۳۰) تیس سالہ جوان کی صورت میں دیکھا اور ہم نے کہا کہ ہشام بن سالم، صاحب الطاق اور میثمی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس اللہ کا دھڑ ناف تک خالی تھا اور اس سے نیچے قدموں تک سخت اور ٹھوس تھا یہ سن کر امام رضا سجدہ میں گر گئے پھر کہا اللہ تو پاک ہے ان لوگوں نے نہ تجھے پہچانا نہ تیری توحید جانی (الشافی ۱/۱۹۵ کتاب التوحید۔

نوٹ: اہل علم حضرات غور فرمائیں کہ شیعہ لوگوں کے بڑوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی ہے اور خاص کر انکے گروہ ہشام بن سالم، صاحب الطاق اور میثمی تو اللہ رب العزت کے متعلق انتہا کو پہنچ گئے اسے تیس سالہ نوجواں ثابت کرنے کے بعد اس کا آدھا دھڑ اندر سے خالی اور بقیہ سخت اور مضبوط ثابت کیا تو یہ عقیدہ ایسا شرکیہ اور کفریہ عقیدہ ہے کہ ہر آدمی اسے سن کر کانپ اٹھتا ہے کیوں نہ کانپے جب یہی خرافات، بکواسات امام رضا رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے بیان ہوئیں تو انھوں نے خوف خُدا اور عذاب خدا کے ڈر سے فوراً سجدہ کیا اور اللہ کی تقدیس بیان فرمائی۔

(جاری ہے)

ماخذ شیعہ کتب۔

رجال کشی از محمد بن عمر کشی، مستطاب مجمع الفضائل عرف مناقب ابن شہر آشوب، اعتقادات امامیہ ترجمہ رسالہ اللیلیہ از شیخ محمد حسین نجفی، تحفۃ العلوام از سید منظور حسین نقوی، الشافی۔ترجمہ اصول کافی از سید ظفر حسین امروہی، ترجمہ قرآن از سید مقبول حسین دہلوی، کشف العقائد از سید باقر نثار زیدی، خطبات حضرت علی رضی اللہ عنہ نہج الاسرار از مرتب سید غلام حسین رضا، ترجمہ جلاء العیون از سید ظہور الحسن کوثر بھریلوی، تاریخ الاسلام از علامہ بشیر انصاری، کشف المعرفہ از سید باقر نثار زیدی

شہیدِ ناموسِ صحابہ حضرت مولانا شمس الرحمان معاویہ شہیدؒ

تحریر: ملک آفتاب احمد معاویہ، لاہور

لہو کے قطروں کے بیج بو کر ہزار گلشن سجانے والو
نچوڑ کر اپنا خونِ جگر سے چراغ محفل جلانے والو
سلام تم پر اے سرفروشو! سردھڑ کی بازی لگانے والو
تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں افق کے اس پار جانیوالو

کفر اور اسلام، حق اور باطل کے درمیان کشمکش ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ظلم اور کفر و شرک نے سر اٹھایا تو اہل حق نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر طرح کا ظلم وتشدد برداشت کیا حتٰی کہ شہادت کا جام تک تو نوش کر لیا مگر کفر اور باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔ باطل قوتیں ہر شہید کو یہ سوچ کر راستے سے ہٹاتی ہیں کہ اس کے جانے کے بعد اس کا مشن مٹ جائیگا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر شہادت کے بعد اہل حق کا مشن اور پروگرام مزید پھلنے پھولنے کا سبب بنتا ہے اور اسلام کی جڑوں کو اپنے خون سے سیراب کرنے والوں کا نام ہمیشہ تاریخ میں جگمگاتا رہتا ہے۔ حق کا پرچم تھامے ہوئے جان نچھاور کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ازل سے حق و صداقت کے علمبردار شہادت کی آرزو لیکر میدان عمل میں آتے ہیں۔ تاریخ انسانی کے اوراق جرأت و بہادری اور استقلال کے ان روشن کارناموں سے بھرے پڑے ہیں جن کی مہک سے عالم اسلام کی فضا سدا معطر رہے گی۔

تاریخ میں کچھ ایام انفرادی و امتیازی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں۔ کچھ مخصوص حالات و واقعات اور انمٹ نقوش ان تاریخوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک معاملہ 6 ستمبر 1985ء کا ہے جب مجدد العصر، امیر عزیمت، شیر اسلام، امام سنی انقلاب، شہید ناموس صحابہؓ حضرت علامہ حق نواز جھنگویؒ نے اپنے 29 مخلص رفقاء کے ساتھ "انجمن سپاہِ صحابہؓ" کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تنظیم بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لئے 11 فروری 1979ء کو ایران میں خمینی کے شیعہ انقلاب پر ایک مختصر نظر ڈالتے ہیں، یوں تو شیعت کا ناسور ہر دور میں عالمِ اسلام کے لئے زہر قاتل رہا ہے مگر اس شیعہ انقلاب (جسے اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا) کے بعد خمینی کی تصانیف کا ہر ملک کی متعلقہ زبان میں ترجمہ کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا جانے لگا۔ جس لٹریچر میں خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ کے خلاف وہ زہر اگلا گیا کہ امتِ مسلمہ ششدر رہ گئی۔ ایک ہمسایہ ملک ہونے کی وجہ سے ایران کے شیعہ انقلاب کا پاکستان میں گہرا اثر پڑا۔ اس کفریہ انقلاب کا راستہ روکنے کے لئے کوئی دینی جماعت میدان میں نہ آئی جبکہ مفتی حضرات نے بھی صرف فتاویٰ جات جاری کرنے پر ہی اکتفاء کیا۔ ایرانی دولت کے بل بوتے پر وطنِ عزیز میں 1980ء میں ایرانی طرز پر شیعہ انقلاب برپا کرنے کے لئے "تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی جس کے تحت ملک کے بڑے بڑے شہروں میں "فقہ جعفریہ" کے نفاذ و دیگر مطالبات منوانے کیلئے زور وشور سے تحریک شروع کر دی گئی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے امیرِ عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے "سپاہِ صحابہؓ" کی بنیاد رکھ کر کفر کے بڑھتے ہوئے طوفانوں کو روکا جس سے کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ کی "سپاہ" کفر کی طلاطم خیز موجوں کے سامنے چٹان بن گئی۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے بے سروسامانی کے عالم میں کفر کو خوب للکارا۔ گلی گلی، نگر نگر دشمنانِ اصحابِؓ رسول ﷺ کے تقیہ کی سیاہ چادر میں چھپے کفر کو ننگا کیا۔ دشمنانِ اصحابِؓ رسول ﷺ نے آپؒ کے دلائل کا جواب دلائل سے دینے کی بجائے گولی سے دیتے ہوئے آپؒ کو راستے سے ہٹا دیا اور اسطرح ایک بین الاقوامی سازش کامیاب ہو گئی۔ دشمن نے یہ سوچا کہ یہ مشن ختم ہو جائے گا مگر ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کیونکہ آپؒ کی شہادت کے بعد آپ کی تربیت یافتہ "سپاہ" دشمنان اصحابِؓ رسول ﷺ کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن چکی تھی۔ حضرت جھنگوی شہیدؒ کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے "سپاہ" کے سپاہی مردانہ وار لڑتے ہوئے کٹتے رہے مگر پیچھے نہ ہٹے۔ جرنیلِ اوّل علامہ ایثار القاسمی شہیدؒ، مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہیدؒ، جبل استقامت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ، امامِ اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ، امیر المجاہدین حافظ محمد ریاض بسراء شہیدؒ، شیخ حق نواز جھنگوی شہیدؒ سمیت ہزاروں شہداء کی تحفظِ ناموسِ صحابہؓ کیلئے لازوال جدوجہد، گراں قدر دینی خدمات، قابلِ رشک اور بے مثال قربانیوں کا تذکرہ لکھتے ہوئے مؤرخ انگشت بدنداں ہو جائے گا اور اس کا قلم کانپ اُٹھے گا۔ کیونکہ ظلم کی وہ کونسی داستان ہے جو قافلۂ جھنگوی شہیدؒ کے سپاہیوں پر نہ دہرائی گئی ہو قافلۂ جھنگویؒ کے سپاہیوں کو کبھی گولیوں اور بم دھماکوں کا نشانہ بنایا گیا تو کبھی عدالت کے کٹہروں

میں شہادت کا جام پلایا گیا۔کبھی اغواء کر کے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا گیا تو کبھی جیل کی کال کوٹھری میں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔کبھی جعلی پولیس مقابلوں میں پار کردیا گیا تو کبھی ہسپتال میں زیرِ علاج مریض پر حملہ کر کے سفاکیّت کا مظاہرہ کیا گیا۔کبھی بے گناہوں کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا۔قافلہ جھنگوی شہیدؒ پر ظلم وتشدد کے وہ پہاڑ توڑے جارہے ہیں جس سے ہلاکو اور چنگیز کی روحیں بھی کانپ اُٹھی ہیں۔مگر جھنگوی شہیدؒ کا قافلہ اس عزم کے ساتھ منزل کی جانب رواں دواں ہے کہ ظالم ظلم کرتے کرتے ،حکمران تشدد کرتے کرتے ،حاسدین طعنے دیتے دیتے دشمنانِ اصحابِؓ رسول ﷺ لاشیں گراتے گراتے بالآخر تھک ہار جائیں گے مگر اہلِ حق کا یہ قافلہ اپنی منزل پا کر ہی دم لے گا۔انشا اللہ

اسی طرح علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی ''سپاہ'' کے ایک سپاہی نے اپنی تمام تر صلاحیتیں ''دفاعِ صحابہؓ '' پر صَرف کرتے ہوئے غفلت کی لمبی چادر تان کر سوئی ہوئی ''سنّی'' قوم کو بیدار کیا کہ اُٹھو دفاعِ صحابہؓ کی جنگ لڑو۔وہ سپاہی دفاعِ صحابہؓ واہلِ بیتؓ کے لئے اس بے جگری سے برسرِ پیکار ہوا کہ قلیل مدّت میں اپنا ایک نمایاں مقام بنا گیا،اِسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے مردانہ وار لڑتا رہا۔مشنِ جھنگوی شہیدؒ کے لئے تمام مصائب وآلام برداشت کرتا رہا۔عشقِ صحابہؓ اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ کمسن عالم کس قدر عظیم مقام حاصل کرلے گا ؟ یہ مردِ مجاہد،شہید ناموسِ صحابہؓ،وکیل صحابہؓ، قائد پنجاب حضرت مولانا شمس الرحمان معاویہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔جنہیں 6 دسمبر 2013ء کی سہ پہر سرزمین لاہور میں اس وقت خاک وخون میں تڑپا دیا گیا جب وہ حسب معمول کریم پارک راوی روڈ میں محمدیہ مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھا کر اپنے گھر اپر مال روڈ واقع بستی سیدن کالونی کی طرف جارہے تھے کہ بتی چوک رنگ روڈ کے قریب ابن سبا کی غلیظ نسل کی روایتی دہشت گردی کا نشانہ بن کر ہمیشہ کے لیے زندہ ہوگئے اس موقع پر یہ شعر ذہن میں گردش کر رہا ہے:

کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے۔
اتر گئے کئی منزلوں کے چہرے میر کیا کارواں گیا ہے

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ زمانہ طالب علمی میں ہی قافلہ جھنگوی شہیدؒ میں شامل ہو گئے تھے انہوں نے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے پلیٹ فارم سے اپنی تنظیمی زندگی کا آغاز کیا اور سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور بہت جلد ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کے ساتھ راقم کی شناسائی زمانہ طالب علمی سے تھی جب مولانا شہید سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس لاہور کے ذمہ دار تھے جبکہ راقم بھی سٹوڈنٹس کا علاقائی ذمہ دار تھا۔مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس سے قائد سپاہ صحابہؓ پنجاب تک کے طویل سفر کا ایک کالم میں احاطہ نہیں ہوسکتا مولانا معاویہ شہیدؒ نے اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت ﷺ و تحفظ ناموس صحابہؓ اور ناموس ازواج مطہراتؓ کے لیے وقف کر رکھی تھی جبکہ آپکا تقاریری حلقہ وسعت اختیار کر چکا تھا۔وہ ہر وقت ملک کے کسی نہ کسی کونے میں کسی نہ کسی نشست میں کارکنوں سے مخاطب رہتے تھے آپ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی ملتی رہیں مگر آپ نے دھمکیوں کی پرواہ کیے بغیر اپنا مشن جاری رکھا۔اللہ تعالی نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا خوش اخلاقی، بات سمجھانے کا سلیقہ،دل نشین انداز اور مناسب الفاظ میں مخاطب کو اپنی بات پہنچاتے تھے وہ دھیمے انداز کی بدولت ہر مکتبہ فکر میں یکساں مقبول تھے قلم کی عظمت نے ملک کے مختلف حصوں میں جماعت کے مشن کی مرگ نمائندگی کرتے ہوئے کفر کو ناکوں چنے چبوائے اخبارات کے فورموں اور سرکاری اجلاسوں میں مشن علامہ جھنگوی شہیدؒ کی حقانیت کو ثابت کیا۔مولانا شمس الرحمٰن شہیدؒ کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی ملک بھر میں پرامن احتجاجی مظاہرے شروع ہوگئے ایسے محسوس ہوا جیسے اندھیری رات چھا گئی ہو ہر طرف موت العالم موت العالم کی صدا سنائی دے رہی تھی آباد شہر ویرانی کا منظر پیش کر رہے تھے ہر سو آہوں کا طوفان تھا اک چراغ بجھ چکا تھا اک ستارہ ڈوب چکا تھا اور آفتاب غروب ہو چکا تھا 7 دسمبر 2013ء کو مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کی میت کے ساتھ مسجد شہداء مال روڈ پر طویل دھرنا دیا گیا پنجاب حکومت کی قاتلوں کی گرفتاری کی یقین دہانی کے بعد آپ کی نماز جنازہ بعد از نماز عشاء مال روڈ پر جماعت کے مرکزی سر پرست اعلیٰ پیر طریقت ،رہبر شریعت حضرت خلیفہ عبدالقیوم صاحب مدظلہ نے پڑھائی اس کے بعد آپکے جسد خاکی کو میاں میر قبرستان لے جایا گیا جہاں ہزاروں کارکنوں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔دعا ہے کہ اللہ تعالی مولانا معاویہ شہیدؒ کے درجات بلند فرمائے لواحقین بالخصوص ان کے بچوں کو یہ عظیم صدمہ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆

اللہ تعالی نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا خوش اخلاقی، بات سمجھانے کا سلیقہ، دل نشین انداز اور مناسب الفاظ میں مخاطب کو اپنی بات پہنچاتے تھے وہ دھیمے انداز کی بدولت ہر مکتبہ فکر میں یکساں مقبول تھے

سانحہ راولپنڈی، وجوہات، حالات، تدارک

از: سید غلام رسول شاہ بخاری

وطن عزیز کی 66 سال تاریخ میں درجنوں دردناک سانحات رونما ہوئے ہیں۔ جنکا صدمہ اور غم دیر تک محسوس کیا جاتا رہا ہے۔ جو گذرنے والے سانحہ کا غم ابھی تازہ ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا سانحہ قوم پر ایک گہرا زخم چھوڑ جاتا ہے۔ اور ہمارا المیہ یہ کہ ہم نے بطور قوم کسی بھی issue پر کبھی سنجیدگی سے سوچنے اور کوئی مؤثر فیصلہ کرنے کی کوشش ہی نہ کی ہے۔ اقوام کی تاریخ میں اقوام کے مؤثر فیصلے قوموں کے وقار، ترقی اور عروج کا باعث ہوتے ہیں۔ وطن عزیز کے اندر رونما ہونے والے سانحات کی تفصیل کو قلم کی نوک پر لایا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے اور یہ صفحات اس تفصیل کے متحمل نہ ہیں تاہم ہمارے سینے میں ایک درددل موجود ہے کہ اللہ کرے وہ دن جلد آئے جس دن ملک میں عدل کا راج ہو کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عدل ہوگا تو امن ہوگا ا، امن ہوگا تو ترقی ہوگی لیکن بدقسمتی سے یہاں عدل کرنے کے بجائے ہر کمزور کو دبایا جاتا ہے حقائق جاننے کے بجائے فرضی اور جعلی Reportes کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں جو یقیناً خلاف واقعات اور خلاف حقائق ہوتے ہیں کمزوروں کی دادرسی نہ ہونے، فرضی Reportes کو حرف آخر سمجھ لینے، اکثریت کو بلاوجہ طاقت کے زور پر دبانے، معاشرے میں فتنہ فساد کا سبب بننے والے عناصر کی حوصلہ افزائی کرنے کے نتیجہ میں حالات کی گھتی الجھتی چلی جارہی ہے۔ کوئی ہے؟ سیاست دان، عالم دین، تاجر برادری کا سرخیل، مذہبی راہنما، منصب انصاف پر براجمان قابل احترام جج صاحبان، پاک فوج کے جرنیل جو ہمارے درددل کو سُنیں اور سمجھیں۔ خدارا اس ملک کے حال پر رحم کریں۔ وقت آچکا ہے کہ حقائق کی بنیاد پر مؤثر اور مثبت فیصلے کرنے کا خدانخواستہ ہم نے یہ وقت کھودیا تو نجانے ہمیں کس بند گلی میں دھکیل کر سانس لینے کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔

بات ہورہی تھی سانحات کی تو پنجاب کے علاوہ وطن عزیز کے تمام صوبے جس انتشار اور خونریزی کا شکار رہیں وہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ پنجاب جو کل تک امن کا گہوارا تھا اب خنجر بردار ماتمی جلوس کی وجہ سے رونما ہونے والے سانحہ راولپنڈی کے نتیجہ میں پنجاب کو بھی آگ اور خون میں دھکیل دیا ہے۔ جس پر ہم سب محبّ وطن پاکستانی دل گرفتہ ہیں اور ہر وقت دعاگو ہیں کہ یا اللہ! ہمارے ملک پر رحم فرما۔ آمین

سانحہ راولپنڈی ملکی تاریخ میں نہ بھلایا جانے والا ایک سانحہ ہے اگرچہ قبل ازیں 18 جنوری 1997 کو ہم سانحہ سیشن کورٹ لاہور کا زخم بھی کھا چکے ہیں۔ جس میں تقریبا 25 پولیس افسران اور جوان شہید ہوئے اور مؤرخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اپنے دو کارکنوں سمیت خاک وخون میں تڑپا دیے گئے۔ جی ہاں مسجد الخیر ملتان عین نماز فجر کی ادائیگی کے وقت فائرنگ کے نتیجہ میں 29 نمازیوں کی شہادت کا صدمہ بھی جھیل چکے ہیں جن میں معصوم بچے بھی شامل تھے۔ خانہ خدا کی دیواریں انسانی جسم کے لوتھڑوں سے اٹ گئی تھیں اور پھر مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی یاد میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے اختتام پر سانحہ رشید آباد کا دکھ بھی ناقابل فراموش ہے جس میں تقریبا 43 بیگناہ بزرگ، نوجوان اور بچے اپنے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے بہرحال آئے روز اہلسنت علماء کی شہادتیں، اہلسنت عوام کے ساتھ خون کی ہولی نے ملکی وقار کو جو دھچکا لگایا وہ اپنی جگہ ایک دکھ بھری داستان ہے۔

پنجاب میں سانحہ راولپنڈی کے بعد مولانا شمس الرحمٰن معاویہؒ کی شہادت اور دیگر حالیہ واقعات دراصل راولپنڈی دارالعلوم تعلیم القرآن میں ہونے والی خونریزی کا نتیجہ ہے۔ سانحہ راولپنڈی کے بعد علماء کی تجاویز کی روشنی میں حکومت پنجاب نے جوڈیشل کمیشن قائم کرنے کا مستحسن قدم اٹھایا اور جوڈیشنل کمیشن نے سانحہ کے مکمل حقائق اور وجوہات معلوم کرنے کے لیے اور آئندہ ایسے واقعات کا تدارک کرنے کے لیے 6 دن تک ان لوگوں کے نام رجسٹر کیے جو جوڈیشل کمیشن کو وقوعہ کے متعلق Assist کرسکیں ابھی نام درج کرنے والوں کی شہادتیں قلم بند نہیں ہوئیں کہ اس طرح کے واقعات پھر تسلسل کے ساتھ شروع ہوگئے۔ جس سے صورت حال نہ صرف پریشان کن ہوگئی بلکہ خطرناک حدوں کو چھونے لگی ہے۔ ہماری ارباب بست وکشاد سے دست بستہ التماس ہے کہ اس حوالہ سے سستی اور غفلت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے فریقین کو کسی بھی جگہ اور کسی بھی فورم پر آمنے سامنے بٹھا کر فریقین کو سماعت کرنے کے بعد حکومت خود فیصلہ کرلے اور اس فیصلے کی خلاف ورزی کرنے والے کو نشان عبرت بنادیا جائے۔ (حضرت شاہ صاحب نے ابھی اتنی تحریر قلمبند کی تھی کہ وہ نظر بند ہوکر جیل چلے گئے

سفر حج بیت اللہ شریف (شاہ جی کے قلم سے)

حج بیت اللہ ایک مقدس فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے کسی کو بلاوا آجائے تو یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔حج بیت اللہ کی ادائیگی کے تصور سے ہی ایمان کو تازگی جسم کے انگ انگ میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ادائیگی حج میں حجاج کرام جس عاجزی وانکساری اپنے سابقہ گناہوں پر ندامت کے ساتھ بارگاہ لم یزل میں احکامات لم یزل کی تعمیل میں جس حقیرانہ کیفیت کا مختلف اداؤں سے اظہار کرتے ہیں۔وہ نہ صرف رحمت خداوندی کا ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ اپنے اور پوری امت کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔اُن دلکش اور روح پرور مناظر کی تفصیل کو قلم کی نوک پر لایا جائے تو ایک نہیں کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔مگر سردست مجھے ایک تحریکی رضا کار کے سفرحج کی روئیداد لکھنا مقصود ہے۔جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں بلکہ دیوانگانِ عشق کی تاریخ کا ایک تسلسل ہے۔

مجھے اس وقت شاہ جی کے سفر حج کے روانگی کے وقت پیش آنے والے واقعات قارئین کی نذر کرنا مقصود ہے۔جیل کے بیتے ایام کا ذکر کرتے ہوئے کبھی کبھی شاہ جی مختلف واقعات کا ذکر کرتے تھے۔وہاں اپنے اس معمول کا بھی ذکر کیا کہ ہر سال اسیری میں جب ایام حج آتے اور مختلف علاقوں سے حجاج کرام کی روانگی کی خبریں آتیں تو میں زندانوں کی اوٹ میں بیٹھا اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کرتا تھا کہ یا ارحم الرحمین تیرے کتنے محبوب بندے تیرے گھر (بیت اللہ) کی زیارت کے لیے اور تیرے محبوبؐ کے در اقدس پر حاضری کے لیے جتنے لوگ حرمین شریفین پہنچ رہے ہیں اُنکی حاضری کو قبول فرما اور اُنکی دعاؤں میں ہمارا پورا پورا حصہ فرما۔ہم تو پابند سلاسل ہونے کی وجہ سے حاضر ہونے قاصر ہیں مگر تیری قدرتِ کاملہ رحمتِ واسعہ سے کیا بعید ہے کہ اگلے سال حج بیت اللہ سے پہلے پہلے ہمارا یہ مشکل سفر ختم ہو جائے اور ہمیں بھی حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو۔مدینہ طیبہ جاؤں اور سامنے روضۂ حبیبؐ ہو اور وہاں جا کر یہ کہوں

حج بیت اللہ ایک مقدس فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے کسی کو بلاوا آجائے تو یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔حج بیت اللہ کی ادائیگی کے تصور سے ہی ایمان کو تازگی جسم کے انگ انگ میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے

نبی اکرم شفیعِ اعظم دُکھی دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں ہے کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو
عجب ہی مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادۂ نہ پاسباں ہے
بشکلِ رہبر چھپے ہیں رہزن، اٹھو ذرا انتقام لے لو
یہ دل میں ارمان ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں اُن کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

جی ہاں! اسی طرح جب رائیونڈ کا عالمی تبلیغی اجتماع آتا تو پھر یہی دعا دل سے نکل کر لبوں پر آتی کہ کہیں اے رحیم وکریم اب کہ ہم بے بس اور بے کس لوگ (اسیران ناموس صحابہؓ) لاچار و مجبور ہونے کی وجہ سے اجتماع میں شریک نہیں ہوسکتے تاہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس عالمی اجتماع میں شرکت کی توفیق عطاء فرما۔شرکاء اجتماع کا آنا جانا اپنی رضا کے لیے قبول فرما۔اور اس اجتماع کو عالم انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنا اور ہمیں بھی آئندہ سال ہونے والے اجتماع میں شرکت کا موقع عطا فرما۔الغرض عیدین کا موقع آتا یا عزیز واقارب ،دوست احباب جماعتی رفقاء کے ہاں کسی خوشی یا غمی کا موقع آتا تو یہ موقع کی مناسبت سے خیر کی دعائیں آرزوئیں دل سے نکلتی ہیں۔بالآخر رب کریم نے ہماری دعاؤں کو قبول کی اور رہائی کی نعمت سے نوازا اور طویل قید وبند کی صعوبتوں سے نجات ملی رحمتِ حق متوجہ ہوئی رہائی کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے شاہ جی کو اہل خانہ سمیت عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔عمرہ سے واپسی پر ایک سال بعد دوبارہ عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی لیکن ساتھ ساتھ اسی طرح دفاع ناموسِ صحابہؓ کے لیے جیل یاترا بھی ہوتی رہی بالآخر حج بیت اللہ کی روانگی کے لیے سعادت مند گھڑیاں بھی آن پہنچیں۔قانونی لوازمات کی تکمیل کے بعد گھر سے حج بیت اللہ کے لیے سفر کا آغاز کیا تو ساتھ ہی چند نادیدہ ہاتھوں نے راستے کی رکاوٹ بننے کی کوشش کی اور قانون کا غلط استعمال کرتے ہوئے بہر صورت شاہ جی کو سفر حج سے روکنے کی کوشش کی گئی اور یوں ایک مرتبہ پھر چند نادیدہ ہاتھوں کی کارستانی کے نتیجہ میں قانون کے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل شروع ہوگیا (حالانکہ درحقیقت شاہ جی پاکستان کا آزاد اور معزز شہری ہونے کے ساتھ قانون کا پابند اور محبّ وطن پاکستانی ہے)

ہوا یوں کہ 6 اکتوبر 2013 کو اسلام آباد سے حرمین شریفین کے لیے پرواز تھی جب کہ شاہ جی کیم

اکتوبر کو ڈی پی او بہاولنگر سمیت دیگر افسران اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ذمہ داران سے باضابطہ ملاقات کر کے قانونی تقاضوں کی تکمیل کرتے ہوئے بہاولنگر سے رحیم یار خان کے لیے روانہ ہوئے چونکہ رحیم یارخان میں 3 اکتوبر کو دفاع صحابہؓ کانفرنس منعقد ہونا تھی جس کی نگرانی کی ذمہ داری شاہ جی نے نبھانا تھی۔ 3 اکتوبر کی شام یہ اطلاع ہماری سماعتوں سے ٹکرائی کہ شاہ جی کو سفر حج سے روکنے کے لیے انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں یہ خبر نہ صرف شاہ جی کے لیے بلکہ تمام رفقاء کے لیے پریشان کن تھی بہر حال کانفرنس اپنے پورے تزک و احتشام سے منعقد اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی

۔4 اکتوبر کی صبح رحیم یار خان سے اسلام آباد کا سفر شروع کیا چونکہ دو بجے حاجی کیمپ میں پہنچنا ضروری تھا۔حاجی کیمپ کے معاملات کو نبھانے کے بعد ایک ساتھی کے ہاں آرام کرنے چلے گئے جبکہ اسی دوران معلوم ہوا کہ شاہ جی گرفتاری کے لیے پولیس کی ایک ٹیم بہاولنگر سے اسلام آباد ائیر پورٹ اور دوسری ٹیم لاہور ائیر پورٹ جبکہ رحیم یار خان سے ایک پولیس ٹیم کراچی ائیر پورٹ پہنچ گئیں۔اگلے دن شاہ صاحب افسران سے رابطے میں رہے آئی جی پنجاب نے ہر ممکن تعاون اور حج پر جانے میں رکاوٹیں دور کرنے کی یقین دہانی کرائی۔مگر حالات اس کے برعکس نظر آرہے تھے۔چنانچہ 6 اکتوبر کی شام ائیر پورٹ پر

پہنچنا تھا اس دوران افسران سے متعدد بار رابطہ ہوا ۔افسران ائیر پورٹ پہنچنے سے پہلے ملاقات کرنا چاہتے تھے مگر مشورہ میں یہ طے ہوا کہ احرام باندھ کر ائیر پورٹ پر جایا جائے اور اس سے قبل کسی پولیس افسر سے قطعاً کوئی ملاقات نہ کی جائے جب کہ پولیس افسران ایک دفعہ ملاقات کے لیے زور دے رہے تھے ۔چنانچہ شام کے وقت شاہ جی احرام کی حالت میں ائیر پورٹ پہنچے افسران سے ملاقات ہوئی اور اُن کو یقین دلایا کہ حج بیت اللہ کے بعد اپنے وقت پر وطن واپسی ہوگی۔افسران مطمئن ہوئے اور اللہ پاک کی خاص رحمت سے رات دس بجے کی فلائٹ سے مقدس سفر کی روانگی ہوئی۔الحمدللہ (جاری ہے)

اسلاف بزرگان دین نے ہمیشہ تکالیف ومصائب برداشت کر کے اور مالی وجانی قربانیاں دے کر دینی علوم کی حفاظت واشاعت کا کام سرانجام دیا، اب بھی مسلمانوں کو دینی علوم کی حفاظت کیلئے حسب توفیق مالی قربانی دینا ہوگی۔

جامعہ خلفائے راشدینؓ

بلاک نمبر 28 سرگودھا (بالمقابل گورنمنٹ پرائمری لال سکول)

صدقات | خیرات | عشر | زکوٰۃ | صدقہ فطر | چرم قربانی

وغیرہ کا بہترین مصرف ہے لہٰذا تمام نیک دل مسلمان اپنے اس مذہبی، دینی تعلیمی ادارہ کی سرپرستی وامداد لوجہ اللہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرمائیں۔(آمین)

الداعی الی الخیر:

برائے رابطہ: 0300-96893-0345-9608293

مولانا غلام یاسین معاویہ مہتمم جامعہ خلفائے راشدینؓ بلاک 28 سرگودھا

مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

تحریر: ایم اے عثمانی

شہادت 18 جنوری

اللہ تعالی بعض انسانوں کو کسی خاص مقصد کے لئے منتخب فرما تا لیتا ہے اور ان سے وہ کام لیتا ہے جو عام انسانوں کے بس میں نہیں ہوتا۔ جنہوں نے انتھک محنت کر کے اپنی منزل کو پروان چڑھایا اور پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ان ہی روشن ستاروں میں ایک نام مورخ اسلام علامہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کا ہے۔ آپ ایک عظیم مذہبی لیڈر، ایک عظیم مفکر، روحانی پیشوا، بیک وقت تاریخ دان۔ محقق، متکلم، مبلغ، مصنف، شیریں مقرر، سیاست باز، ہر موقع پر جچی تلی بات کرنے والہ، ہر حال میں قانع بے خوف، جری جرنیل، سخن دان، قدر شناس، مضبوط قوت ارادی سے بہرہ ور، متعدد زبانوں پر عبور رکھنے والہ، متعلم کہلوانے والہ، معلم و دور رس، وضع دار، دور اندیش، دانشور، حاظر دماغ، گہری سوچ میں ڈوبے بغیر بے دھڑک، صحیح بلکہ پتے کی بات کرنے والا، ایک ایک مجلس میں سینکڑوں حضرات اور جماعتی عہدیداران اور کارکنوں سے واسطہ اور میل ملاپ اور شناسائی بیسیوں ٹیلیفون نمبر از بر یاد، حاضر باش معاملے کا پس منظر معلوم، بیک وقت وہ کتنے اہم معاملات سرانجام دینے والا، آج کا فاروقی اپنے مزاج کے دھیمے پن، مقابل کی جارحانہ گفتگو پر بھی برہم نہ ہونے والی طبیعت، ایک عظیم مذہبی لیڈر، ایک عظیم مفکر، روحانی پیشوا، درجنوں کتابوں کا مصنف، اسلام کے مطالعہ پر گہری نظر، پاکستان کی سب سے بڑی جماعت کا لیڈر، ہزاروں کارکنوں کے جنازے اپنے کندھوں پر اٹھانے والا، جذباتی نوجوانوں کی بات سن کر پرسکون ماحول میں جواب دینے والا، کارکنوں پر اپنی جان نچھاور کرنے والا، نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کا عظیم داعی، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح دن رات سفر کرنے والا، شاہ ولی اللہؒ کی فکر رکھنے والا، قاسم نانوتویؒ کی تڑپ رکھنے والا، مولانا انور شاہ کشمیری کا علم رکھنے والا، حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا، جیل میں رہ کر نہ گھبرانے والا، کارواں جھنگوی شہیدؒ کو کئی ملکوں میں متعارف کروانے والا، علم کا سمندر، ملک کی مختلف جماعتوں میں ایک اہم حیثیت رکھنے والا، ہزاروں کے مجمع میں خطاب کرنے والا، بے لوث، بے باک خطیب۔ بے مثال مصنف، بلند پایہ ادیب، عظیم مورخ قلم کے بادشاہ، وکیل صحابہؓ لفظوں کا شہنشاہ، حرفوں کا بادشاہ، رشتوں کا پاسدار، مشن سے مخلص، عظمت صحابہؓ کا پاسبان، ایک سحر انگیز شخصیت، میں نے دیکھا کسی شخص کو ملتے تو اس کا دل، کسی محفل میں بیٹھتے تو محفل کا، کسی جلسہ میں جاتے تو جلسہ لوٹ لیتے، کبھی علم کے میدان میں، ادب کے میدان میں شفقت بانٹتے ہوئے، دشمن پر دلائل کی بارش کرتے ہوئے۔ اس کی ہر ادا نرالی ہے، اس کا ہر روپ نرالا ہے، وہ طبیعت میں جادو رکھتا تھا، جسے ملتے اپنا بنا لیتے، صحافی اس کی شخصیت کو سراہتے نظر آتے، عالم اپناتے نظر آتے ہیں۔ غیرت مند، صحابہؓ کا حقیقی حب دار، ان کے ناموس پر اپنی جان نچھاور کرنے والا، ان کی عظمت کے گن گانے والا، گلی گلی کوچہ کوچہ ان کے ناموس کی بات کرنے والا، اس کارواں کا ایک روشن چراغ ہے میر مجلس ہے، چہرے پہ رعنائی ہے، نورانی صورت ہے، اخلاص و اخلاق کا مجسمہ ہے، یادداشت کا کمپیوٹر ہے، قلم کی رونق ہے، حرف، لفظ، اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے نظر آتے ہیں، جب وہ محو گفتگو ہوتا ہے تو مجلس لوٹ لیتا ہے، خوشبو کا سفیر ہے، علم کا سمندر ہے، لفظ بانٹتا ہے، حروف تقسیم کرتا ہے، نرم خو ہے، محبتوں کا دامن بھرتا ہے، الفتوں کی راہوں کا انتخاب کرتا ہے لیکن جلال بھی رکھتا ہے، جب جلال دکھاتا ہے تو فاروقؓ کا روحانی فرزند نظر آتا ہے۔ اس کا جلال دیکھ کر دشمن بھاگ اٹھتا ہے، صحابہؓ کی ناموس پر مرمٹنا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔

سپاہ صحابہؓ کی کہانی بھی عجیب ہے۔ لہو رنگ داستان۔ تمنائیں آرزوئیں خون میں لتھڑی ہوئیں ہیں، انگ انگ میں بہتا ہوا خون ہے، اٹھتے ہوئے شرارے، بہتے ہوئے جذبات، انگڑائی لیتے ہوئے ولولے ہیں، اٹھتا ہوا شباب ہے، بڑھتے ہوئے حوصلے، چلتے ہوئے قدم ہیں، یہ قربانیوں کی لازوال داستان ہے، ہر شخص تاریخ ہے، ہر شہید ایک عنوان ہے، ہر باب شہادتوں کا عمیق مظہر ہے، اس تحریک نے اپنے خون سے اصحابؓ رسول ﷺ کے گلشن کی آبیاری کی ہے، اس کا ہر عنوان دلکش ہے، اس کا ہر باب نرالا ہے، لازوال جذبے ہیں، بہتا ہوا سمندر ہے، اٹھتا ہوا طوفان ہے، بپھرا ہو سفینہ ہے، اس کا راستہ نہ رکا ہے نہ رک سکتا ہے، وقت کے حکمرانوں نے اس کے سامنے بند باندھے ہیں، ستم ڈھائیں ہیں، ظلم کئے ہیں، لیکن تمام رکاوٹیں اس جم غفیر کے سامنے خاشاک کی طرح بہہ گئی ہیں، حکمران سٹپٹا گئے، اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے، ان کی تمام تدبیریں الٹی ہوگئی ہیں، لیکن یہ ایک سیل رواں ہے جو

بڑھتا جا رہا ہے، نہ اس کا عزم تھکا ہے، نہ اس کی حرارت میں کوئی کمی آئی ہے، اس کارواں کا ایک روشن چراغ ہے میر مجلس ہے وہ امیر چراغ محفل علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ ہے، علامہ حق نواز جھنگویؒ گولی سے شہید ہوتے ہیں، ادھر علامہ ایثارؒ ہیں، ادھر علامہ مختارؒ ہیں گولی سے شہید ہوتے ہیں، کئی اور شہداء

بل پر دستخط کیے تو ان کی خوشی دیدنی تھی جس سے ان کی اصحابؓ رسول ﷺ سے سچی محبت اچھل اچھل کر باہر آ رہی تھی۔ آپ نے شعبہ تصنیف کو جاری رکھا۔ کئی کتب لکھیں، زمانہ طالب علمی میں بھی بے مثال تصنیف کر کے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا، سپاہ صحابہؓ میں اعتدال اور استدلال کا راستہ اپنایا اور اپنے موقف کو

اے قائد ہم تیری روح کو گواہ بنا کر آج کے دن تجدید عہد کرتے ہیں کہ اصحابؓ رسول ﷺ کے عشق میں نکلے ہوئے تیرے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کی لاج رکھیں گے، جس مشن کی خاطر تو خاک وخون میں تڑپا وہ مشن ہمارا اوڑنا بچھونا ہوگا

ہیں، لیکن یہ کہتا نظر آتا ہے کہ میں صحابہؓ کی بات کرنے سے باز نہیں آوں گا، خواہ میرے جسم کو بموں سے اڑا دیا جائے۔

مولانا ضیا الرحمٰن فاروقی شہید تحصیل سمندری میں تحریک ختم نبوت اور مجلس احرار کے عظیم مجاہد مولانا محمد علی جانبازؒ کے گھر پیدا ہوئے، ان کی تربیت خالص دینی ماحول میں ہوئی، جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد اسی جامعہ سے درس نظامی شروع کیا اور اپنی تعلیم جامعہ باب العلوم میں مکمل کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سمندری میں جامع مسجد محمدیہ کی خطابت کی ذمہ داری نبھائی۔ اسی دوران میٹرک، ایف اے پاس کرنے کے بعد بی اے کی تیاری شروع کی۔

آپ کی شادی 16 اکتوبر 1976 کو چیچہ وطنی میں اپنے خالو جناب حافظ شبیر احمد کے گھر ہوئی۔

جب 52 ممبران اسمبلی نے تحفظ ناموس رسالت

استدلال کی قوت سے متعارف کروایا۔ یہی ان کی انفرادیت تھی اور یہی ان کا جوہر تھا۔ انکی محنت سے سپاہ صحابہؓ ایک عظیم فکری اور نظری جماعت بن کر ابھری اور پوری دنیا میں اسکا نام بھی ہے اور کام بھی۔

میرے خیال نے جتنے بھی لفظ سوچے ہیں
تیرے مقام تیری عظمتوں سے چھوٹے ہیں

آج 18 جنوری ہے، رمضان المبارک کا مہینہ ہے، سحری کھاتا ہے، روزہ رکھتا ہے، اپنی زندگی کی آخری تصنیف "پھر وہی قید وقفس" پر اپنے آخری دستخط کرتا ہے۔ آج اس کی سیشن کورٹ میں پیشی ہے، کورٹ میں داخل ہوتے ہیں، اس کے عقیدت مند اس کے منتظر ہیں، کارکن گلاب کے پھول نچھاور کرتے ہیں، ادھر ایک زور دار دھما کہ ہوتا ہے ہر طرف انسانی اعضاء بکھرے ہوئے ہیں، آہ وبکا ہے ظلم ہی ظلم ہے، ستم ہی ستم ہیں، محبتوں کا یہ سفیر گر پڑتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ اگر تیری یہی رضا ہے تو میں

راضی ہوں، کلمہ پڑھتا ہے اور ساتھ پڑے ہوئے زخمی جرنیل (مولانا اعظم طارقؒ) کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے، اور روح کی امانت اپنے رب کے سپرد کر دیتا ہے، جب آپ کی نماز جنازہ لاہور میں ادا کی گئی تو ہر شخص رو رہا تھا اور ساتھ یہ عہد بھی کر رہا تھا کہ،

ازل سے رچی ہے بلندی اپنے فطرت میں
یہ سر کٹ تو سکتے ہیں پر جھک نہیں سکتے

ایسی جماعت جس کا لیڈر کبھی مستعفی نہیں ہوا بلکہ جب بھی رخصت ہوا تاج شہادت پہنا اور اپنے پیچھے اپنے سے مظبوط قوت ارادی کے مالک کو کھڑا کر کے گیا۔ اور آنے والے نے اس بات کا عہد کیا کہ اے قائد تیرے نائب تھکے نہیں رکے نہیں تیرا شروع کیا جانے والا قافلہ رواں دواں ہے اور ہر حال میں رہے گا۔ ہر حال میں جنگ ہو یا امن، دشت ہو یا صحراء، غمی ہو یا راحت، آسانی ہو یا مشکل تمہارے دیئے ہوئے علم کو باطل کے ایوانوں پر لہرا چھوڑیں گے یا شہادت سے سرفراز ہو کر تمہارے پاس آ پہنچیں گے۔ ہمارا انتظار کرنا۔

اے قائد ہم تیری روح کو گواہ بنا کر آج کے دن تجدید عہد کرتے ہیں کہ اصحابؓ رسول ﷺ کے عشق میں نکلے ہوئے تیرے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کی لاج رکھیں گے۔ جس مشن کی خاطر تو خاک وخون میں تڑپا وہ مشن ہمارا اوڑنا بچھونا ہوگا اس مقدس مشن کی خاطر اصحابؓ رسول ﷺ کی خاطر، امہات المومنینؓ کے دوپٹے کے تحفظ کی خاطر اسلام، اسلام کی بقاء کی خاطر تیرے دکھائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ دکھ سہیں گے، مصیبت سہیں گے، ظلم سہیں گے، یہ ظلم و ستم یہ جبر تیرا دیا ہوا مشن نہیں چھین سکے گا، جن کی محبت میرے دل میں بسا گیا کائنات کا کوئی ظالم ستم کر کے مجھ سے وہ محبت نہیں چھین سکے گا۔ (ان شاء اللہ)

امیر عزیمتؒ کی داستان عزیمت

تحریر: محمد مظفر قاسمی جامعہ قادریہ ملتان

11 فروری 1979ء کو ایران میں برپا ہونے والے خمینی انقلاب نے دنیا بھر میں دشمنان صحابہؓ کو احساس تفاخر میں مبتلا کر دیا تھا اور یہ احساس تفاخر اس قدر شدید تھا کہ انہیں اس انقلاب کے بل بوتے پر ساری اسلامی دنیا اپنے ہاتھوں تسخیر ہوتی دکھائی دی چنانچہ ان لوگوں نے اللہ اکبر خمینی رہبر کے نعروں کی گونج میں بیت اللہ کے حرم کو پامال کیا اور حج کے ایام میں اس ارض مقدس میں خونریزی سے بھی گریز نہ کیا۔ ادھر پاکستان بھی ان کے خون آشام انقلابی کارروائیوں کا ہدف بنا۔ کوئٹہ میں دن دہاڑے تین سو افراد کو بلاوجہ جان بوجھ کر گھر میں گھس کر انہیں نیزے کی انیوں میں پرو دیا، سنی خواتین کی عزتیں پامال کیں مشکل ہو گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کو راستے سے ہٹا دیا گیا

ایسے حالات میں جھنگ کی سرزمین سے ایک مرد قلندر امت مسلمہ کے لئے مسیحا بن کر اٹھا اور دنیائے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتا چلا گیا۔ جب اس نے رافضیت کے خلاف 6 ستمبر 1985ء کو مستقل ایک پلیٹ فارم قائم کیا تو اس کو راستے سے ہٹانے کے لئے طرح طرح کے حربے اپنائے گئے کبھی تو اس پر زبان بندی عائد کی گئی تو کبھی اس کو قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔ کبھی ضلع بندی عائد کی گئی تو کبھی اس مرد آہن پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے لیکن مجال ہے کہ وہ مرد قلندر اپنے مشن اور موقف سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹا گا اگر کسی میں جرأت ہے تو میرا راستہ روک کر دکھائے، یہ کہہ کر گاڑی واپس موڑنے کا حکم دیا، واپس کمالیہ پہنچے، ساتھ والے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آپ عام گاڑی پر سوار ہو کر جلسہ گاہ پہنچیں میں انشاء اللہ کسی طرح سے پہنچ جاؤں گا تو اس عظیم قائد نے مقامی دو علماء کے ساتھ موٹر سائیکل کے ذریعے دریائے راوی تک کا سفر کیا اور نامعلوم مقام پر پہنچ کر موٹر سائیکل کی نگرانی کے لئے خود کھڑے ہوئے اور رفیق سفر ملاح کو جو کہ اس وقت سویا ہوا تھا راضی کیا اور سمجھا کر اس کو لائے تو اس ملاح کے ذریعے دریائے راوی عبور کیا پھر ریت کی کثرت کی وجہ سے ایک طویل سفر پیدل کیا جب موٹر سائیکل کے چلنے کا کچھ راستہ ملا تو اس پر

حالات موافق نہیں ہیں کسی نے کہا کہ جب حالات سے سیدنا ابوبکرؓ کے دور جیسے ہوں تو تم اپنی خطابت کے گوہر دکھاؤ اور اس وقت تو تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر مصلی پر زندگی گزار دینے کا وقت ہوتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اس میں سوئی ہوئی سنی قوم کو بیدار کرنا ہے اور آپس میں اتحاد پیدا کرنا ہے

اور جوان بچیوں کے پستان تک کاٹے، بالآخر افواج پاکستان نے کارروائی کی اور ان کی عبادت گاہوں میں گھس کر دیواریں توڑ کر ان میں چھپا ہوا اسلحہ نکال کر میڈیا کے ذریعے قوم کے سامنے پیش کیا اور ملزم رنگے ہاتھوں گرفتار کئے جن کا تعلق پاکستان سے نہیں بلکہ پڑوسی ملک ایران سے تھا اور آج بھی سنیوں کے قتل میں ایک بڑا حصہ اسی کا ہے لیکن اگلے ہی چند دنوں میں حکومت ایران کے حکم پر جنرل ضیاء الحق کی مارشل لاء کی حکومت نے ان کو رہائی دیکر ایران روانہ کیا

یہ تو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کے پشت پناہ لوگ ہی برسر اقتدار رہے اور اگر کسی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو یہود و نصاریٰ کی طرف سے ایسے ایسے پروپیگنڈے کئے گئے کہ ان کا جینا ہو۔ جس جگہ اس پر پابندی عائد کی جاتی تو وہ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کئی کئی گھنٹے کا پیدل سفر کر کے وہاں پہنچتا اور مجمع پر اپنی خطابت کی صورت میں شعلے برساتا، جس سے مجمع میں ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی اور لوگ رافضیت کے خلاف نعرے بازی کرتے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے لوگوں پر جادو کر دیا ہو۔

اپنے بڑوں سے سنا ہے کہ امیر عزیمتؒ ایک مرتبہ چیچہ وطنی تقریر کی غرض سے آرہے تھے کہ ہمیشہ کی طرح راستہ میں ناکہ بندی کی گئی تھی تو ان کی گاڑی کو روک کر واپس جانے کا کہا گیا تو اس مرد قلندر نے کہا کہ پابندی کے کاغذات دکھاؤ تو جواب منفی میں ملا کہ کاغذات نہیں بس آپ تقریر نہیں کر سکتے، تو انہوں نے کہا کہ میں آج شہر میں جلسہ گاہ میں پہنچ کر دکھاؤں سوار ہو کر انتظامیہ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے وہ مرد قلندر جلسہ گاہ پہنچ گیا۔

ادھر مجمع کا حال یہ تھا کہ ہر طرف مایوسی چھا چکی تھی حتیٰ کہ جلسہ کی انتظامیہ نے یہ اعلان کر دیا کہ انتظامیہ کی ناکہ بندیوں اور رکاوٹوں کی وجہ سے مولانا تشریف نہیں لا سکے ہم اس سے معذرت کرتے ہیں۔ اسی دوران اچانک نعرے گونج اٹھے اور پورے شہر میں لاؤڈ اسپیکر پر اعلانات ہونے لگے، لوگ بستروں سے اٹھ کر جلسہ گاہ کی طرف ایسے دوڑے جیسے بہت بڑی نعمت میسر ہونیوالی ہو تو اس طرح آپ نے اس جلسہ میں مفصل اور مدلل خطاب فرما کر رافضیت کا پردہ چاک کیا

یہ تو ایک واقعہ ہے جو میں نے ان لوگوں سے سنا جو اس

کے چشم دید گواہ ہیں ورنہ تو ان کی پوری زندگی اسی طرح کے پرخطر راستوں پر چلتے ہوئے گزری، یہ وہ انسان تھا کہ جس کی فطرت میں اللہ نے بچپن سے ہی دنیائے رافضیت کے خلاف سر اٹھانا اور بولنا ودیعت رکھ دیا تھا، ایک دفعہ وہ اپنے والد محترم کے ساتھ کھیتوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ علاقہ کے جاگیر دار نے آپ کے سامنے سیدنا فاروق اعظمؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے تو یہ بچہ جس نے ابھی تک باقاعدہ کسی استاد کے سامنے بیٹھ کر شرف حاصل نہ کیا تھا، شیر کی طرح دھاڑا تو اس جاگیر دار نے اس وقت خطرہ محسوس کرتے ہوئے آپ کے والد محترم کو کہا کہ اس بچہ کی زبان کو روکو کہ آئندہ ہمارے سامنے اس طرح ہمارے خلاف کوئی بات نہ کرے۔ لیکن اللہ نے اس سے ابھی اتنا کام لینا تھا کہ آپ کے والد محترم نے اس جاگیر دار کو کہا کہ تم اپنی زبان کو لگام دو اگر تم نے اپنی زبان کو نہ روکا تو ایک وقت آئے گا کہ جھنگ تو کیا پوری دنیا کا بچہ بچہ آپ کو گالی دے گا اور کافر کہے گا کہ صحابہؓ کی گستاخی کرنے والا کافر ہے بالآخر وہ نوجوان آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ اس کے قدموں میں کارکنوں، علماء اور قریبی دوستوں کی لاشیں ڈالی گئیں لیکن ان کے قدموں میں کوئی تزلزل نہ آیا، موت سے بے خوف ہو کر پابندی کو توڑنا اس کا معمول بن چکا تھا، کیونکہ اگر وہ اس طرح نہ کرتا تو آج اس کا مشن، موقف اور کاز پوری دنیا میں کس طرح پھیلتا اور وہ ہر جگہ یہی کہتا تھا کہ اے غیور سنی نوجوانو! میرے مشن موقف کاز اور نظریے کو سمجھو اگر میرا موقف مشن اور کاز غلط ہو تو مجھے بتاؤ اگر مشن موقف کاز، نظریہ ٹھیک ہے تو پھر تم میرا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ اصحابؓ رسول ﷺ، اہل بیتؓ عظام کی عزت ناموس کے لئے میدان میں کیوں نہیں آتے۔ وہ اپنی ہر تقاریر میں مخصوص انداز میں کہا کرتے تھے۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

حقیقتاً وہ اس شعر کے پورا پورا مصداق تھے دنیا ان کو حقنواز جھنگوی شہیدؒ کے نام سے یاد کرتی ہے، وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک پکار پکار کر کہا کرتے تھے کہ اے سنی نوجوانو! اصحابؓ رسول ﷺ کی عزت ناموس کے تحفظ کیلئے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو اور کہا کرتے تھے کہ میری لڑائی سنی شیعہ کی لڑائی ہے، سنی سنی کی لڑائی نہیں ہے، میں اپنے سنی بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اصحابؓ رسول ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر میرے ساتھ ملکر دشمنان اصحابؓ رسول ﷺ کا تعاقب کرو اگر تم میرے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو خدارا اس دشمن کو اپنی صفوں سے الگ کر دو، اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھاؤ اور وہ اپنی تقاریر کے اندر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے مصلحت اور اس کا درس دینے والو! تمہاری غیرت کہاں چلی گئی کہ شیعہ تو امی عائشہؓ کو گالیاں دے اور تم مجھے اس کا درس دو کہ حالات موافق نہیں ہیں کسی نے کہا کہ جب حالات سے سیدنا ابو بکرؓ کے دور جیسے ہوں تو تم اپنی خطابت کے گوہر دکھاؤ اور اس وقت تو تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر مصلّی پر زندگی گزار دینے کا وقت ہوتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اس میں سوئی ہوئی سنی قوم کو بیدار کرنا ہے اور آپس میں اتحاد پیدا کرنا ہے، اگر سنی ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہوتا تو دشمن اسلام کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرتا رہیگا اور آنیوالی نسلیں اصحابؓ رسول ﷺ کو اپنا مقتدا اور پیشوا ماننے کی بجائے (نعوذ باللہ) ان کو اپنا دشمن تصور کریں گی۔ 1985ء سے لیکر 1990ء تک پانچ سالہ دور میں حضرت جھنگوی شہیدؒ نے اپنی آواز کو ملک میں موجود سنی نوجوانوں اور عام طبقہ عوام تک پہنچایا اس پانچ سال کے مختصر عرصہ میں حضرت شہیدؒ نے ایرانی انقلاب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو بڑی ہی جوانمردی اور ہمت کے ذریعے روکنے کا فریضہ سرانجام دیا، بعض ناقدین نے ان کے طرز تحریک کو مصلحت کے خلاف اور دور اندیشی کے مترادف قرار دیا ہے۔ مگر منصف مزاج یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں اگر جھنگوی شہیدؒ اس شدت سے آواز بلند نہ کرتے اور عزیمت کا راستہ چھوڑ کر رخصت پر عمل کرتے ہوئے مصلحت پسندی کا شکار ہو جاتے تو کوئی بعید نہ تھا کہ پاکستانی سرزمین آج شیعہ انقلاب کے زیر سایہ ہوتی، آواز حق کو بلاخوف و خطر بلند کرنے کی پاداش میں اور صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ و اہل بیتؓ کی عزت و ناموس کا دفاع کرنے کے جرم میں 22 فروری 1990ء کو اہلسنت والجماعت کے اس مرد جری کے خون سے ناعاقبت اندیشوں نے اپنے ہاتھ رنگین کر کے سنی قوم کے دلوں کو زخمی اور اپنی آخرت کو ہمیشہ کے لئے برباد کر لیا، امیر عزیمتؒ کے جسد خاکی کو خون میں جب لت پت دیکھا تو اسی دن سپاہ صحابہؓ نے بزبان حال یہ عزم کیا۔

خون مجبور کا ہر گام بہانے والے
کیا کہیں گے تجھے آخر یہ زمانے والے
کشتیاں ہم نے جلا دی ہیں بھروسے پہ تیرے
اب یہاں سے نہیں ہم لوٹ کے جانے والے

☆☆☆

ایسے حالات میں جھنگ کی سرزمین سے ایک مرد قلندر امت مسلمہ کے لئے مسیحا بن کر اٹھا اور دنیا کے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتا چلا گیا۔ جب اس نے رافضیت کے خلاف 6 ستمبر 1985ء کو مستقل ایک پلیٹ فارم قائم کیا

سوال وجواب بطرز شکوہ جواب شکوہ

تحریر: مولانا ریاض جھنگوی

برصغیر میں یوں تو ارباب کمال کی فہرست بہت طویل ہے مگر قومی درد اور ملی فلاح واصلاح کی تڑپ رکھنے والے صاحب زبان انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں شاعری کی زبان تو بہت سوں کو میسر ہوئی مگر شاعر مشرق کا اپنا مقام ہے علامہ اقبالؒ نے شاعری کی زبان جس خوبی وحسن سے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے پایا وہ بہت وجد آفریں اور قابل داد ہے یوں ہی خطابت کے میدان میں ارباب زبان کی کمی نہیں مگر مجدد العصر حضرت امیر عزیمت شہیدؒ کی اپنی ہی شان ہے یوں لگتا ہے خیر القرون کی روح کو پندرھویں صدی کے لئے روک کر ہی اس لیے رکھا گیا تھا کہ صدیوں تک ردائے تقیہ میں دجل وفریب سے اسلام کے تقدس پر سنگ باری کرنے والے صیہونی جاسوسوں کو ان کے انجام تک پہنچایا جاسکے۔ ان کی ہر تقریر الہامی اور ہر انداز ہی خداداد محسوس ہوتا ہے۔ صرف زبان وبیان ہی نہیں کردار وکریکٹر میں بھی اجلی زندگی اور بے مثال لیل ونہار انکا مقدر تھے مذکورہ دونوں حضرات نے اپنے طریقہ گفتگو میں اپنی ملت کی جوراہنمائی کی وہ محتاج بیان نہیں پر ان دونوں حضرات نے بات سلجھانے کی انوکھی روایت قائم کرتے ہوئے جو شکوہ اور پھر جواب شکوہ کا طرز اختیار فرمایا وہ بہت ہی خوب تر ہے۔ اول شاعر مشرق نے اپنی زبان میں بارگاہِ لم یزل میں انسانوں کی طرف سے شکوہ کیا اور پھر اللہ کی طرف سے اس شکوہ کا جواب لکھا۔ جس سے انسانوں کے احساس کا پاس، خوب واضح ہو گیا زبان وبیان میں یہ ایک انوکھا انداز تھا پھر اس منظوم طریقہ گفتگو کو نثر میں خطابت کے بے تاج بادشاہ امیر عزیمت شہیدؒ نے اختیار کیا نظم کے بعد نثر میں یہ انوکھی روایت انوکھے انداز میں ایسے پیچیدہ مسئلہ کو اظہر من الشمس کر گئی کہ رہتی دنیا تک مکاری وفریب کاری کا کوئی بھی حربہ اس مسئلہ پر ڈالی جانے والی روشنی کو اندھیرے میں نہ بدل سکے گا نہ زہر آلود زبانیں امیر عزیمت شہیدؒ کی تقریر شکوہ جواب شکوہ کی تاب لاسکیں گی۔ آج ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود امیر عزیمت شہیدؒ کی شکوہ جواب شکوہ میں اول دن کی طرح کا اثر موجود ہے وہ آج بھی لاجواب ہے جس کے سامنے ''یا تقیہ مدد'' بھی بے اثر وبے کار ہو چکا ہے۔ ''شکوہ جواب شکوہ'' کے اس نایاب انداز اختیار کرنے میں بعد کے خوشہ چینوں میں راقم بھی لڑکھڑاتے قدموں چلنے کی کوشش میں رہا ہے چنانچہ کچھ عرصہ قبل احرار پارک جھنگ میں شکوہ جواب شکوہ طرز پر شہدائے کربلا کے قاتلوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی جسے بعد میں تحریر کا جودینے کا داعیہ دل میں پیدا ہوا عرصہ بعد آج یکم جنوری 2014ء کو اس پر عمل کی سعادت مل رہی ہے شاید کی کاوش حقیقت احوال کھلنے اور سچائی کی نشرواشاعت کی برکت سے ذخیرہ آخرت بن جائے۔

شاعر مشرق نے اپنی زبان میں بارگاہِ لم یزل میں انسانوں کی طرف سے شکوہ کیا اور پھر اللہ کی طرف سے اس شکوہ کا جواب لکھا۔

شہادت نواسہ رسول ﷺ تاریخ کا وہ المناک واقعہ ہے جس نے ایک طرف ملت اسلامیہ کے قلوب وجگر کو پارہ پارہ کیا تو دوسری طرف عدوانِ اسلام نے دو دھاری تقیہ کی تلوار سے ملی وحدت کو ریزہ ریزہ کر دیا صرف یہی نہیں بلکہ ہر دور کے ابنائے کوفیوں نے حسینیت کو ان ایام میں کربلا کا قیدی اور میدان کارزار کا مظلوم بنایا گویا آج بھی قافلہ حسینی ایام محرم میں قید یا محصور ومظلوم ہوتا ہے۔ انہیں اب بھی ان مبارک ایام میں اپنے مرضی سے کہیں آنے جانے کی اجازت نہیں ہوتی کہ ہر گلی گلی میں کوئی ابن زیاد کا کارندہ رہ رہ کے کہہ رہا ہوتا ہے کہ فرات کا پانی تم نہ پاسکتے ہو نہ پی سکتے ہو۔ محرم یا اس کی آمد پر صدیوں قبل کے قافلہ حسینی کی طرح اب بھی حسینی پابہ زنجیر زنداں میں بند کر دیے جاتے ہیں۔ وہی مسلم بن عقیل پر گزرے ایام ان کے ساتھ ہونے والی غداری ان کے بچوں پر روا رکھا گیا ظلم ان حسینی قافلہ کے فرزندوں پر کوفیوں، سبائیوں اور ابن زیادیوں کی طرف سے پھر دہرایا جاتا ہے کیا حقیقت شناسی کے لیے 10 محرم ١٤٣٥ھ جمعہ کا دن راولپنڈی کا تعلیم القرآن کافی نہیں؟ وہی تاریخ، وہی دن، اسی طرح نماز اور تلاوت قرآن، اس طرح معصوم بچے اور ر دوسری طرف وہی تلواریں وہی برچھیاں وہی بے رحم حملہ آور، وہی ظلم کا اداہوتا پارٹ اور ضمیر فروش سودا باز کیا یہ سب کچھ حقائق سے نقاب کشائی کی زندہ مثال نہیں۔۔۔؟؟ کوفہ کے مکاروں اور قافلہ حسینیؓ کے ساتھ غداری کرنے والوں نے کب سچ بولنا ہے؟ جب صورت حال یہ ہوئی کہ شہید کربلا کی محبت والفت اور ان پر غم منانے کا اعلان کر کے حسینیؓ قافلہ پر کربلائی حملے

شروع کردیئے گئے تب یہ بات تحقیق طلب ہوگئی جو کبھی حضرت زین العابدینؒ کی زبان پر جاری ہوئی تھی کہ یہ ہم پر گریہ وماتم کر رہے ہیں تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا؟

تمام اہل اسلام کے نزدیک قاتلانِ حسینؓ، بدترین ظالم، بدبخت اور غلیظ ترین افراد ہیں حتی کہ ملت رافضیہ بھی یہی کچھ کہتی ہے لہٰذا یہ بات تو اتفاقی ٹھہری کہ قاتلانِ حسین بدبخت، بدترین اور ظالم ترین لوگ ہیں تو ان ظالموں کا جو پیروکار ہوگا۔ آج کے دور میں اس کا بھی وہی حکم ہوگا۔ مگر یہ امر قابل تحقیق ہے کہ اس جرم کا مرتکب کون سا بدبخت ٹولہ ہے۔ کیا مشرکین مکہ نے یا یہود ونصاریٰ نے یا سکھ وپارس عدوانِ اسلام نے اِس جرم کا ارتکاب کیا؟ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کو کوفہ میں بلایا گیا تھا جہاں غالب اکثریت رکھنے والے لوگ نہ تو نام کے یہودی تھے اور نہ ہی دیگر ایسے کفار جو اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جن اسلام دشمنوں نے یہ غلیظ کام کیا وہ کوئی کفر کے چھپے رستم تھے جن کی تلاش بہرحال ضروری ہے، صدیوں اسلام کے اعصاب پر تابڑ توڑ حملہ کرنے والے اغیار نے ہر روپ دھارا اور ہر حربہ استعمال کیا ہے اندر گھس کر حملہ کرنے والوں نے اپنے کامیاب حربے کی کامیابی پر اسے باقاعدہ اور منظم طور پر جاری رکھا جو تا حال جاری ہے مگر اسلام پر حملہ آور طبقہ کبھی اپنے کفر کو صیہونی ماننے کو تیار نہیں ورنہ تو اپنی جاسوسی خدمات سرانجام دینا اس کے لیے ممکن ہی نہ رہے اب قتل حسینؓ کے بعد ایسا گروہ طرح طرح کے واویلوں سے اس الزام کو دھونے کی تدبیریں کرتا چلا آیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک پڑھا لکھا طبقہ بھی ان کو محبّ حسینؓ اور عاشقانِ آل رسول ﷺ کے نام سے جاننے اور ماننے لگ گیا جب ان کی یہ حالت ہے تو پھر ان پڑھ جاہل اور غافل لوگوں سے کیا شکوہ جو کچھ جانتے نہیں۔ رہا معاملہ تحقیق وتفتیش کا تو اس بارے میں بھی فریقین میں سے ایک کی بات کو دوسرا فریق بآسانی رد کرسکتا ہے۔ پس اس کا بہترین حل یہ ہے جو شکوہ جواب شکوہ، طرز کی گفتگو میں سوال جواب کے ذریعے سے ہوسکتا ہے کہ خود شہیدِ کربلا سے اس سلسلہ میں رہنمائی حاصل کرلی جائے پھر انکا فرمان جو بھی ہو وہ سر آنکھوں پر رکھا اور مانا جائے۔ پس اس مختصر عرصے میں ہم نے اسی انداز کو اختیار کیا ہے کہ یہ بات ہر زبان پر ہے ''حسینؓ رب کا، حسینؓ سب کا'' بلاشبہ قاتلوں کا تو حسینؓ ہے نہیں، مگر پھر بھی جب حسینؓ کا دعویدار اگر حسینؓ کی نہ مانے گا تو پھر دجل اور دل میں چھپی عداوت آل رسول ﷺ تو آخر ساری دنیا کے سامنے نکھر کر، بکھر جائے گی اور نہ جاننے والے بھی جان لیں گے کہ قاتلانِ حسینؓ کون ہیں۔

آخر میں ہماری تمام برادرانِ اسلام سے اور بہی خواہانِ ملک وملت سے اپیل ہوگی کہ آپ حضرات ٹھنڈے دل اور پورے دھیان سے ہماری معروضات کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہمیں اپنے مہربان مالک سے پوری امید ہے وہ کریم مالک شرح صدر سے حقیقت حال جاننے میں مدد فرمائے گا لہٰذا جب یہ بات واضح ہوجائے کہ حضرت حسینؓ کو قتل کرنے والوں کے نقش قدم پر اور ان کی اتباع کرنے والا فلاں طبقہ ہے تب ہماری انتہائی دردمندانہ اپیل ہوگی کہ خدا کے لیے مخصوص ایام میں پاک مٹی اور اس کے شہروں گلیوں بازاروں اور بستیوں کو حضرت حسینؓ کے قاتلوں کے سپرد نہ کرو ورنہ بدامنی، بے دینی، دنگا فساد اور تبرا وسب وشتم کے ساتھ ساتھ خدائی غضب، قہر الٰہی اور بے برکتی کا ایسا طوفان اٹھے گا جو کوئی انسان قابو نہ کرسکے گا اور خدائی عذاب کے سامنے تو کوئی بند باندھ ہی نہیں سکتا۔ اعاذن اللہ من غضبہ وعقابہ۔

جرنیل اوّل شہیدِ ناموسِ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ ایم این اے کے 23 ویں یوم شہادت کے موقع پر ملک کے مشہور شاعر مولانا مفتی سعید ارشد الحسینی کا خراج عقیدت

وہ جو اِک طوفان تھا ایثار قاسمیؒ
عزم کی چٹان تھا ایثار قاسمیؒ
سبائی چالبازوں کو ہلا کر رکھ دیا
ایسا اِک طوفان تھا ایثار قاسمیؒ
عدوِ بوبکرؓ وعمرؓ، غنیؓ علیؓ کیلئے وہ
تیر تھا، کمان تھا، ایثار قاسمیؒ
وہ جاکے اب بھی زندہ سنی دھڑکنوں میں ہے
وہ سنیت کا مان تھا ایثار قاسمیؒ
وہ ساتھیوں سے جب بھی ملا تو مسکرا دیا
وہ سب کا قدردان تھا ایثار قاسمیؒ
وہ اِک تھا مگر خدا گواہ کہ ارشد
وہ مثلِ کارواں تھا ایثار قاسمیؒ

ساہیوال

نفاذ خلافت راشدہ حاصل کرنے کے لئے الرحمن گولڈ ٹیسٹ لیبارٹری صرافہ بازار مرزا ابرار حسین صاحب 0321.6903436

راجن پور

نفاذ خلافت راشدہ حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں جمشید صاحب 03336184410

☆☆☆☆

مولانا شمس الرحمن معاویہ شہیدؒ

تحریر: ابومعاویہ

موت ایک اٹل حقیقت ہے اور ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے۔ گدائے بوریا نشین سے لے کر شاہان تخت نشین تک کوئی نہیں جو دست اجل سے بچا ہو۔ موت کے فرشتے کی دستک کو کوئی ڈاکٹر، طبیب، پیر، فقیر، بزرگ حتی کہ نبی و رسول ﷺ بھی نہیں ٹال سکتے۔ نبی الانبیاء حضور اکرم ﷺ کی ایک نواسی کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں تھی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر رہی تھی۔

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز

میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور ﷺ کی

موت کے وقت کی طرح اس کی جگہ کسی کو بھی معلوم نہیں۔ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ تاہم فطرت محبوب بندوں کے لئے محبوب و مبارک لمحات و مقامات کا انتخاب خود کرتی ہے۔

موت اچھی جگہ پر استقبال کرے تو خوشی کی بات ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات اس وقت ہوتی جب انسان اللہ تعالی کے راستے میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے آپ کو اس سے بہتر اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کے سپرد کر دیتا ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات اس وقت ہوتی جب انسان اللہ تعالی کے راستے میں اپنے آپ کو قربان کر رہا ہوتا ہے اور شہید کا اعزاز لے کر جنت میں جا رہا ہوتا ہے اور جب زمین شہید کے جسم سے نکلنے والے خون کے ایک قطرے کی بوند کو بوسا دینے کو ترس رہی ہوتی ہے تو اس سے پہلے ہی وہ شہید ایک اونچا اور بلند مقام لے کر بڑے فخر سے مسکراتے ہوئے، جھنگوی شہیدؒ کو آگے استقبال میں پاتے ہوئے جنت میں پہنچ چکی ہوتی ہے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر

عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

راقم الحروف سے مرحوم شہید کا تعلق برادرانہ، عزیزانہ، دوستانہ، محبانہ، اور بے تکلفانہ تھا۔ میری ان سے پہلی ملاقات ایک مارکیٹ میں ہوئی جو کہ ہمارا پہلے سے وقت طے تھا۔ مقررہ وقت پر واسکٹ پہنے مولانا وہاں پہلے سے موجود تھے۔ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ سلام لیا اور گپ شپ لگانا شروع کی۔ اس کے بعد دوبارہ ملاقات کا کہہ کر چلے گئے۔

ہاتھوں میں دے کے ہاتھ، ابھی کل کی بات تھی

وہ چل رہے تھے ساتھ، ابھی کل کی بات تھی

اس کے بعد دوبارہ ملاقات ہوتی رہی۔ مولانا سے اتنی بے تکلفی تھی کہ جب ان سے جلد ملاقات نہ ہوتی تو فون کر کے بلواتے۔ اکثر جمعہ المبارک بھی مولانا کے ساتھ ادا ہوتا۔ کھانا اکٹھے کھاتے اور پھر معموم کے مطابق مولانا سے اجازت لے کر واپس آ جاتا۔ مولانا اکثر فون کر کے بلواتے اور کہتے کہ فلاں جگہ آپ کا انتظار کر رہا ہوں جلد سے جلد پہنچوں۔ مولانا کے پاس کاموں کی ایک لسٹ ہوتی اور حکم فرماتے کہ بھائی جلدی کام کر دینا۔ ایک دفعہ ہمارے ضلعی میٹنگ میں تشریف لائے تو باتوں باتوں میں سکیورٹی پر بات ہوئی تو ایک ذمہ دار نے کہا کہ دیکھو مولانا شمس الرحمٰن بھی تو دن رات پھرتے ہیں وہاں دوستوں نے کہا کہ آپ بھی اپنی سکیورٹی کا کوئی خیال رکھا کریں۔ تو مولانا نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی کے سپرد ہوں جب موت نے آنا ہے تو اس نے بس آنا ہے اور مسکراتے ہوئے دو تین بار یہی فرمایا۔

ایک دفعہ ایک پروگرام کی دعوت دی مولانا موٹر سائیکل پر وہاں تشریف لائے۔ علاقہ کے نوجوانوں کی خاصی تعداد وہاں موجود تھی۔ میں نے عرض کی مولانا یہ خالص گلی محلّہ میں آوارہ پھرنے والے نوجوان ہیں اپنی گفتگو کو محدود ہی رکھنا۔ مولانا نے ابھی خطبہ ہی پڑا تھا کہ ایک نوجوان نے ایک کفریہ نعرہ لگا دیا۔ مولانا نے ان کو بہت اچھے انداز میں سمجھایا اور پروگرام کے آخر میں مجھے کہنے لگے کہ میری یہ شدید خواہش تھی کہ میں ان جیسے نوجواں کو وقت دوں آپ کی بہت بہت مہربانی کہ آپ نے میری اس خواہش کو پورا کر دیا۔ آپ جب بھی مجھے ان نوجواں کی اصلاح کے لئے بلاؤ گے میں حاضر ہو جاوں گا۔

کئی دفعہ میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر پروگراموں میں گئے۔ میں بھی اکثر مولانا کو تنگ کیا کرتا تھا۔ کہ آج فلاں ساتھی کا فلاں افسر سے کام کروا کر دیں۔ مولانا نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ اسی وقت ہی فون کر کے متعلقہ افسر سے بات کروائی۔ کئی دفعہ مولانا رکشہ پر تشریف لاتے لیکن کبھی کرایہ بھی نہ مانگتے۔ کئی لوگوں کے کام انتظامیہ سے کروائے لیکن کبھی کسی سے ایک روپیہ نہ لیا۔ مولانا نماز کے بہت زیادہ پابند تھے۔ کام میں مصروفیت کی وجہ سے رمضان میں نماز تراویح نہ چھوڑتے۔ مولانا خوش مزاج شخص تھے۔ مجھے جب بھی ملے خوش اخلاقی سے ملے۔ اکثر فرماتے تھے کہ میں بھی شہید ہو جاوں گا۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

یہ کیسی بات ہے کہ جھنگ سے اٹھنے والی آواز میں

اتنا درد تھا کہ پورے ملک میں لوگ اس مردقلندر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دل و جان سے لٹنے کو تیار رہتے ہیں۔ ہر ذمہ دار یہ جانتا ہے کہ میں بھی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی طرح اپنی جان کو صحابہؓ کی ناموس پر قربان کر دوں گا اور تاج شہادت پہن کر اپنے ان شہدا کے ساتھ مل بیٹھوں گا جنھوں نے اپنی جوانی کی بہت کم بہاروں کو پایا تھا۔

جمعہ کے بعد ایک ساتھی نے فون پر بتایا کہ مولانا شہید ہو گئے ہیں تو دل کو جھٹکا لگا جیسے میرے جسم کا ایک عضو کاٹ دیا گیا ہو۔ اور بے اختیار منہ سے نکلا کہ اے ظالم درندے کتنے اور بے گناہوں کو قتل کرے گا۔ کتنی عورتوں کو بیوہ کرے گا، کتنے بچے ہیں جو اپنے والد کی راہ تکتے ہوں گے، عیدین پر لوگوں کے منہ دیکھ کر ایک معصوم بچہ کیا نہیں سوچتا ہوگا کہ اے ظالم بتا تو سہی تو نے میرے بابا کو کس جرم میں شہید کیا ہے۔ اب مجھے سکول، مدرسہ کون چھوڑ کر آئے گا، میرے نخرے کون برداشت کرے گا۔ بتا اے ظالم میرے بابا کو قتل کر کے تو نے کون سی خدمت کی ہے۔ قاتل ظالم نے آواز دی ہوگی کہ اے معصوم بچے تو نہیں جانتا کہ تیرے بابا کا اس سے بڑا اور کیا جرم ہو سکتا تھا کہ وہ صحابہؓ کے ناموس کی بات کرتا ہے۔ میرے کفریہ نظریات کی نفی کرتا ہے۔ میرے کئی سالوں سے غائب ہونے والے امام کی نفی کرتا ہے۔ میرے تقیہ کی چادر کو تار تار کرتا ہے اس سے برا جرم اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو واویلہ کر، شور مچا ان کی شہادت پر، ماتم کر، سینہ پیٹ، وہ تو واپس نہیں آئے گا۔ میں قربان جاؤں اس معصوم بچے پر کہ جس سے اس کا سرپرست چھین لیا گیا، جس سے اس کا سایہ چھین لیا گیا اس معصوم بچے نے گرج کے جواب دیا سن اے ظالم درندے، سن اے بے غیرت قاتل میں شہید کا بیٹا ہوں اور ہم اپنے شہداء کا ماتم نہیں کرتے ہم تو ان کو شہید ہونے کے بعد ہائے! نہیں واہ! کہتے ہیں، تو نے تو ایک شمس الرحمٰن چھینا ہے میں کئی شمس الرحمٰن دینے کو تیار ہوں لیکن سینہ کوبی نہیں کروں گا بلکہ ان کو ان کی شہادت پر خراج عقیدت پیش کروں گا۔

مولانا شہید کی شہادت کی خبر سن کر مجھے ایسے لگا جیسے میرے منہ سے لفظوں کا ایک سمندر ختم سا ہو گیا، لفظ گم ہو گئے ہیں، کوئی استعارہ، کوئی کنایہ ساتھ دینے کو تیار نہیں، الفاظ تو تعبیر کی ادنیٰ ترین کوشش ہیں کربناک لفظوں میں بیاں ہوا بھی کب کرتے ہیں بس ان شہداء جیسی مقدس ہستیاں خراج عقیدت کے قابل ہوتی ہیں

کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ حق شانہ شہید کی اہلیہ اور بچوں کی خصوصی کفالت فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس صدمہ کا بدلہ اپنی رضا اور عنایات کی صورت میں نصیب فرمائیں۔ آمین

شہدائے ناموس صحابہؓ علامہ ایثار القاسمی شہیدؒ	شہادت	10 جنوری 1991ء
شہدائے ناموس صحابہؓ مورخ اسلام حضرت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ	شہادت	18 جنوری 1997ء
شہدائے ناموس صحابہؓ حضرت مولانا ڈاکٹر ہارون قاسمی شہیدؒ	شہادت	30 جنوری 2005ء

و دیگر تمام شہدائے ناموس صحابہؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں

اور ہم ارباب اختیار، حاکم وقت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ ہماری تمام قیادت کو فلفور رہا کیا جائے بالخصوص

امیر المجاہدین ملک محمد اسحاق صاحب مدظلہ عالی • بھائی حق نواز • بھائی حسن

مولوی رحمت علی، مولوی اشرف بھٹی، محمد ارشد معاویہ گجر، صہیب منصور بودلہ، غلام مرتضی ذوالفقار، شہزاد احمد چوہان، یونس خان

منجانب: اہل سنت والجماعت شہدائے اسلام یونٹ چک نمبر 519 بھٹہ تحصیل بورے والا ل ضلع وہاڑی

جرنیلِ سپاہ صحابہؓ ترجمان اہلسنت حضرت مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ

ایم این اے کا پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں پہلا تاریخ ساز خطاب

مرتب:۔میاں محمود اقبال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا قال النبی صلی علیہ وسلم اذاظھرت البدع اوالفتن و سبت اصحابی فلیظھر العالم علمہ .صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم .

جناب سپیکر:سب سے پہلے تو میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں صدر مملکت کی تقریر پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے

جناب سپیکر:صدر مملکت کا خطاب یقیناً اس ایوان کے معزز اراکین کے لیے اور پُوری قوم کے لیے نصیحت آمیز تھا اور مجھے اُمید ہے کہ صدر مملکت کے اس بیان کے مطابق جن باتوں کی طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے۔ہمارے ممبران اور ہماری حکومت ترجیح بنیادوں پر مسائل کی طرف توجہ کرے گی جن کی طرف صدر مملکت نے توجہ دلائی ہے صدر مملکت نے اپنے خطاب میں بہت ساری باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے جسمیں سب سے پہلی بات صدر مملکت نے جو بیان فرمائی ہے کہ نئی حکومت ملک کو اسلامی اور فلاحی مملکت بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑے گی۔

جناب سپیکر: جناب سپیکر اسلامی فلاحی مملکت پاکستان کو بنانے کے لیے اس وقت سب سے اہم چیز شریعت بل ہے یہ وہ شریعت بل ہے جس کو سینٹ کے اندر سابقہ دور میں متفقہ طور پر پاس کر دیا گیا اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس شریعت بل کے متعلق بیانات دیکر پوری قوم اور مسلمانوں کے ساتھ مذاق کیا کہ یہ بل قوم کے ہاتھ ،کان اور ناک کاٹنے کی طرف قوانین کو لے جائے گا جو کہ وحشیانہ قوانین ہیں اور انہیں اس کی سزا اسی الیکشن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل گئی جو کہ بڑی دردناک شکست عوام کی طرف انہیں ملی۔

جناب سپیکر:یہاں پر ہم پیپلز پارٹی کی حکومت کو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے شریعت بل کی مخالفت کی اور شریعت بل کو متنازعہ بنایا جس کو سینٹ نے متفقہ طور پر پاس کر دیا تھا۔لیکن

جناب سپیکر: وہی شریعت بل جب ہماری حکومت کے سامنے آیا ہے تو میرے خیال میں اس شریعت بل کو سینٹ کے متفقہ طور پر پاس کیے جانے پر اب اس ایوان کے اندر بھی متفقہ طور پر پاس کر دیا جاتا۔کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اس کے لیے کمیٹی بنائی جاتی اسے کمیٹی کے حوالے کیا جاتا یعنی جس شریعت بل کو ہم نے الیکشن کے اندر انتخابات کے اندر ایک ایشو کے طور پر استعمال کیا اور میں آپ کی وساطت سے اپنی اس حکومت تک یہ بات پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین اور ہماری حکومت یہ مت سمجھے کہ عوام نے ووٹ صنعتی انقلاب کے نعروں پر دیے ہیں یا غریب عوام کو پانچ مرلہ،سات مرلہ پلاٹ دینے کے نعروں پر ووٹ ملے ہیں بلکہ عوام نے اسلامی جمہوری اتحاد کو جو مینڈیٹ دیا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف اسلامی نظام ہے جو کہ اس ملک کا بنیادی نقطہ ہے۔

جناب سپیکر: جب شریعت بل سینیٹ کے اندر متفقہ طور پر پاس ہونے کے بعد پیپلز پارٹی نے اسے متنازعہ بنایا تو ہم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور باقاعدہ اسلامی جمہوری اتحادی کی طرف سے متحدہ شریعت محاذ قائم کیا گیا اور اس میں جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا لیکن جب وہی شریعت بل ہمارے سامنے آیا ہے تو ہماری حکومت کو چاہیے کہ صدر مملکت کی تقریر کے مطابق اسی شریعت بل کو من وعن نافذ کیا جائے تا کہ اسی شریعت بل کو اب سرکاری بل کا نام دیا جائے یا اس کے اندر یہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسی بل کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو پیپلز پارٹی کے دور میں کر رہے تھے۔پی ڈی اے کے اندر جو جماعتیں شامل ہیں ۔انہوں نے پہلے شریعت بل کی مخالفت کی تھی اور اب بھی وہ شریعت بل کی مخالفت کر رہے ہیں لہذا ہماری گورنمنٹ کو قطعی طور پر محسوس نہیں کرنا چاہیے کہ اس شریعت بل کو نافذ کرنے سے فرقہ واریت آئے گی۔

جناب سپیکر: اگر یہ شریعت بل آج نافذ ہوتا ہے تو فرقہ واریت آتی ہے تو کل آپ اسی شریعت بل کو نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے کیا اس وقت ہمارے ذہن میں فرقہ واریت پھیلنے کا خطرہ نہیں تھا یقیناً تمام کی تمام باتیں اس وقت ذہن میں تھیں ۔لہذا آپ کی وساطت سے حکومت تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ شریعت بل متنازعہ نہیں ہے بلکہ یہ شریعت بل متفقہ طور پر سینٹ کے اندر منظور کیا گیا۔لہذا اس شریعت بل کو من وعن اس ایوان میں لاکر پاس کر کے فوری طور پر نافذ کیا جائے تاکہ صدر مملکت کی تقریر کے مطابق ہمارا یہ ملک اسلامی اور فلاحی مملکت کہلا سکے۔

جناب سپیکر: تیسری بار صدر مملکت نے اپنے خطاب میں نئی حکومت کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ ہمیں خود انحصاری پیدا کرنی چاہیے اسی لیے کہ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے ہمارے پاس محنتی عوام ہے قدرتی وسائل ہمارے پاس موجود ہیں ۔زرعی زمین ہمارے پاس موجود

ہے۔ہمارے پاس محنتی عوام، محنتی کسان موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جہاں ہم بیروزگاری کی بات کرتے ہیں وہاں پر میرے خیال میں بیروزگاری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسان جو اپنی دو چار پانچ دس ایکڑ زمین پر محنت کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے اس کو اس کھیت سے اتنا اناج یا اتنی کمائی میسر نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا گزر کر سکے وجہ اس کی یہ ہے کہ جو اجناس کی قیمتیں ہیں وہ بہت ہی کم ہیں اور کھاد اور بیجوں کی جو قیمتیں ہیں وہ بہت ہی زیادہ ہیں لہذا اگر کھاد اور بیجوں کی قیمتوں کو کم کر دیا جائے اور اسی تناسب سے ان اجناس کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے تو محنتی کسان جو اپنی اس تھوڑی سی کھیتی میں محنت کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا اگر اسی کھیت سے میسر ہو جائے تو میرے خیال میں یقیناً وہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو شہر میں نوکری کے لیے ملازمت کے لیے نہیں بھیجیں گے۔اور یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہوگا بیروزگاری کو ختم کرنے کے لیے

لہذا میری استدعاء ہے کہ وزیر زراعت یہاں موجود ہیں وہ اس سلسلہ میں کوئی پالیسی تیار کریں۔کہ اجناس کی قیمتوں کا جو اضافہ ہے وہ بھی اسی تناسب سے ہو۔جس طرح کہ بیج اور کھادوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

چوتھی بات

جناب سپیکر: صدر مملکت نے اپنے خطاب کے اندر کشمیر افغانستان اور بابری مسجد کے مسئلہ پر ہے۔ہم جنگ نہیں چاہتے لیکن اس مسئلہ کا پرامن حل بھی چاہتے ہیں تو اس کے لیے کشمیر پر ہماری حکومت کی واضح پالیسی کا اعلان کرنا چاہیے اور بابری مسجد کا مسئلہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ یہ مساجد شعائر اللہ ہے ہمارے ایمان کا حصہ ہیں لیکن اب تک ہماری حکومت کی طرف سے بابری مسجد کے مسئلے پر واضح طور پر ہماری حکومت کا نوٹس نہیں لیا گیا۔لہذا میرا مطالبہ ہے کہ حکومت بابری مسجد کے مسئلہ پر واضح پالیسی تیار کر کے عوام الناس پورے پاکستان کی عوام کے ایمانی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کروائے پانچویں بات کا صدر مملکت نے اپنے خطاب میں خود انحصاری کے پہلو پر بات کرتے ہوئے خارجہ پالیسی کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ میری حکومت کی خارجہ پالیسی کی بنیاد آزادی خود مختاری امن تعاون اور بقائے باہمی کے اصولوں پر ہوگی

جناب سپیکر:۔جناب سپیکر یقیناً ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔اس پر عمل کیا جائے اس پر ہماری حکومت دوسرے ہمسایہ ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرے اس سے ہماری اقتصادی اور معاشی پالیسیوں کو تقویت ملے گی لیکن

جناب سپیکر: میں آج موقع کی مناسبت سے آپ کی توجہ حالیہ واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ملک کے ساتھ تعلقات یقیناً بہتر ہونے چاہیے آزادی اور خودمختاری کے مطابق ہونے چاہیں لیکن ہمارے جو موجودہ تعلقات ہیں ہمسایہ ملکوں کے ساتھ، میں اسے بھائی چارہ نہیں سمجھتا بلکہ یہ ہمسایہ ملک کی براہ راست ہمارے ملک میں مداخلت ہے

جناب سپیکر: میں آپ کی توجہ حالیہ لاہور میں ہونے والے وقوعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں ہمارے ہمسایہ ملک کے ڈائریکٹر جنرل صادق گنجی کو قتل کیا گیا ہے۔جس کی مذمت اخبارات میں تمام کی تمام پارٹیاں اور لوگ کر چکے ہیں۔لیکن اس بھائی چارہ اور ہماری اس دوستی اور ہمارے اس تعلقات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے

جناب سپیکر: ہمارے ہمسایہ ملک ایران نے یہ جسارت کی ہے کہ ہمارے ملک کے اندر ایک انکوائری ٹیم بٹھائی ہوئی ہے اور ہمارے ملک کے اندر باقاعدہ ان کا ڈپٹی وزیر خارجہ ایک پورا وفد لیکر بیٹھا ہوا ہے اور مطالبہ کر رہا ہے اس بات کا کہ جناب ایک مذہبی تنظیم جس کے ساتھ میرا تعلق ہے۔انجمن سپاہ صحابہؓ کہ اس مذہبی تنظیم پر پابندی لگائی جائے اور ہماری حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور یہاں تک اب اس وقوعہ کے بعد اس قتل میں ہمیں ملوث کیا جا رہا ہے۔آئی جی پنجاب نے پریس کانفرنس کر کے ملک کے اندر فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہوئے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس قتل کے ساتھ انجمن سپاہ صحابہؓ کا تعلق ہے لیکن ابھی تک یہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ جن افراد نے قتل کیا ہے وہ ان کا انفرادی عمل ہے یا کہ جماعتی عمل ہے اگر آپ اس نتیجہ پر ابھی تک نہیں پہنچے کہ وہ ان کا انفرادی عمل ہے یا جماعتی عمل ہے تو کیا ضرورت تھی کہ آئی جی پنجاب ایک ذمہ دار افسر ہوتے ہوئے یہ بیان دیتا ہے کہ مذہبی تنظیم اس میں ملوث ہے اور وہ انجمن سپاہ صحابہؓ ہے۔

جناب سپیکر: پھر اس کے بعد ہمسایہ ملک کی مداخلت کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ ہمسایہ ملک کے وفد نے جب ایف آئی آر درج ہونے لگی یہ مطالبہ کیا ہے کہ ایف آئی آر میں قاتل کا نام میاں نواز شریف درج کیا جائے دوسرا نام محمد ایثار القاسمی کا درج کیا جائے تیسرا نام فلاں فلاں۔اس طرح اور اس کے بعد ساری رات انتظامیہ کے ساتھ لڑائی ہوتی رہی اور جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ یہ سب

انجمن سپاہ صحابہؓ نے اس ایرانی انقلاب کا راستہ روکا یہ ہمارا ملک ہے اور اس ملک کا نظام ہماری اپنی حکومت کے ہاتھوں میں ہے۔کسی ہمسایہ ملک کو یہ جرأت نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنا انقلاب یا اپنی پالیسیاں ہمارے ملک کے اندر ٹھونسنے کی کوشش کرے

کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش اس لیے ہو رہی ہے کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ جو کہ پی ڈی اے کے اندر شامل ہے اور اس سارے کے سارے کیس کو ڈیل کر رہی ہے اور ایران کی ایماء پر اس ملک کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونک رہی ہے اور شریعت بل کی مخالفت بھی صرف اور صرف وہی تنظیم کر رہی ہے اور کوئی جماعت شریعت بل کی مخالفت نہیں کر رہی تو

جناب سپیکر: ان ناموں کو ایف آئی آر میں درج کروانے کی کوشش کی گئی اور اب معلوم نہیں کہ اس ایف آئی آر میں میرا نام بھی درج کیا گیا ہے کہ نہیں کیونکہ اس ایف آئی آر کو سیل کر دیا ہے اور مطالبہ کے باوجود بھی یہ ایف آئی آر ہمیں نہیں ملی تو

رچایا گیا ہے ۔ اگر ان کے کہنے کے مطابق قاتلوں کی نشاندہی ہوتی تو ان کے کہنے کے مطابق پہلے قاتل میاں نواز شریف صاحب ہیں۔ میاں نواز شریف صاحب کو اگر قتل میں ملوث نہیں کیا گیا تو ان کے کہنے کے مطابق ہمیں ملوث کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مقامی انتظامیہ صوبائی گورنمنٹ اس قتل کے اصل محرکات سے پردہ پوشی کرتے ہوئے اسے غلط طرف لیجا کر اس قتل کو ہمارے اوپر ڈالنا چاہتی ہے اور ایرانی گورنمنٹ جو براہ راست ہمارے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے ہمیں جو ملوث کیا جا رہا ہے ایران کے اس انقلاب کے بعد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ذریعے سے کوشش کی گئی کہ اس ملک میں ایرانی انقلاب کو ٹھونسا جائے

میں شریک ہوئے ۔ پھر گورنر صاحب کو ساتھ بھیجا ان کا احترام اور ان کے معزز ہونے کی وجہ سے لیکن اس کا پھل ہمیں یہ ملا کہ ہمارے ملک کے معاملات میں مداخلت کی گئی لہذا میں آپ کی وساطت سے حکومت تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ان کی یہ مداخلت بند کی جائے اور اس قتل کی صحیح تفتیش کر کے اصل قاتلوں کی طرف تفتیش کا رخ موڑا جائے تا کہ ہمیں اس قتل میں ملوث نہ کیا جائے

جناب سپیکر: آپ کی وساطت سے ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ کی بے حسی کا اندازہ کیجئے کہ پرسوں مجھے آئی جی صاحب کی طرف سے اپنی مقامی پولیس افسر کے ذریعے مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ جناب ایرانی کمانڈوز آپ کو قتل کرنے کے لیے پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں ۔ لہذا آپ کو اگر کسی فورس کی ضرورت ہے تو آپ ہم سے لے لیں۔ ورنہ آپ اپنی خود حفاظت کریں

جناب سپیکر: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری کوئی سرحد نہیں ہے جس کا جی چاہے ہماری ملک میں داخل ہو جائے وہ ایرانی کمانڈوز کیوں داخل ہوئے ۔ داخل ہونے کا پتہ چل گیا تو داخل کیوں ہونے دیا گیا۔

جناب سپیکر: میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس بات سے ڈرا نہیں ہوں، ہم پاکستان کے اندر اصحابؓ رسول ﷺ کے تقدس کا دفاع چاہتے ہیں ۔ نبیؐ کی ختم نبوت کا تحفظ چاہتے ہیں اور اہلسنت والجماعت کے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں ۔ یہ ہمارا مشن ہے اور ہم انشاء اللہ پر امن طریقے سے اپنا مشن پورا کریں گے لیکن یہ قتل کی دھمکیاں اور ایرانی کمانڈوز آئے ہیں قتل کرنے کے لیے یہ ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی

جناب سپیکر: یہ میری گزارشات تھی میں توقع کروں گا ہماری حکومت اسلامی نظام نافذ کرنے میں کسی قسم کی سستی اور کاہلی سے کام نہیں لے گی اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے موقع دیا کہ میں اپنی باتوں کا اس ایوان میں اظہار کر سکوں۔

☆☆☆☆

جناب سپیکر: صدر مملکت نے اپنے خطاب کے اندر کشمیر افغانستان اور بابری مسجد کے مسئلہ پر ہے۔ ہم جنگ نہیں چاہتے لیکن اس مسئلہ کا پرامن حل بھی چاہتے ہیں تو اس کے لیے کشمیر پر ہماری حکومت کی واضح پالیسی کا اعلان کرنا چاہیے

جناب سپیکر: خارجہ پالیسی میں ہمیں ہمسایہ ملکوں کے ساتھ یقیناً اچھے تعلقات وابستہ کرنے چاہیں۔ لیکن اچھے تعلقات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمسایہ ملک ہماری دوستی اخوت محبت پیار کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہماری معاملات میں براہ راست مداخلت کرے اور اب

جناب سپیکر: اس قتل پر وہ وفد ڈپٹی وزیر خارجہ کی قیادت میں ہمارے پاکستان میں موجود ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اس کیس کو خصوصی عدالت میں پیش کر کے چند روز میں سماعت کر کے اس کا فیصلہ نہیں سنا دیا جاتا تو

جناب سپیکر: ابھی تک یہ بات بھی واضح نہیں ہو سکی کہ وہ قاتل اصلی ہیں یا نقلی ہیں انہیں گرفتار کر کے یہ ڈرامہ

۔ انجمن سپاہ صحابہؓ نے اس ایرانی انقلاب کا راستہ روکا یہ ہمارا ملک ہے اور اس ملک کا نظام ہماری اپنی حکومت کے ہاتھوں میں ہے ۔ کسی ہمسایہ ملک کو یہ جرأت نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنا انقلاب یا اپنی پالیساں ہمارے ملک کے اندر ٹھونسنے کی کوشش کرے

جناب سپیکر:۔ میں آپ سے گزارش کروں گا اور میں آپ کی وساطت سے حکومت تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ایران کی اس براہ راست مداخلت کو بند کروایا جائے اور صادق گنجی کے قتل پر ہم نے بھی مذمت کی ہے پوری قوم نے بھی مذمت کی ہے ہم نے دوستی کا اتنا حق ادا کیا ہے کہ صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان گورنر پنجاب ، وزیر اعلیٰ پنجاب یہ تمام کے تمام حضرات ان کی نماز جنازہ

حضرت معاویہؓ کی شخصیت اور مقام

(مولانا محمد عثمان حیدر (چیچہ وطنی))

جلیل القدر صحابی حضرت معاویہؓ عالم اسلام کی ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے احسان سے یہ امت مسلمہ سبکدوش نہیں ہو سکتی آپ ان چند ایک کبار صحابہؓ میں سے ہیں۔ جن کو سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور حق تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل ہوا پھر آپ اسلامی دنیا کی وہ مظلوم ہستی ہیں جن کو خوبیوں اور ذاتی محاسن اور کمالات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی بھیم کوشش کی گئی۔ آپ پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے آپ کے متعلق ایسی باتیں گھڑی گئیں اور ان کو پھیلایا گیا جن کا کسی عام صحابیؓ سے تو درکنار کسی شریف انسان سے پایا جانا مشکل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جس شدومد کے ساتھ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا گیا اس کی وجہ سے آپ کا وہ حسین ذاتی کردار نظروں سے بالکل اوجھل ہو گیا جو آنحضرت ﷺ کے فیض صحبت نے پیدا کیا تھا نتیجہ ی نکلا کہ آج دنیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بس جنگ صفین کے قائد کی حیثیت سے جانتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے آئے تھے لیکن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے منظور نظر تھے جنہوں نے کئی سال تک آپؐ کے لئے کتابت وحی کے نازک فرائض انجام دیئے آپ ﷺ سے اپنی علم و عمل کے لئے بہترین دعائیں لیں، روایات میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا، تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے معاویہؓ تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ مل رہا ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا پیٹ اور سینہ آپؐ کے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ نے دعا دی (اللھم املاہ علما) (اے اللہ اس کو علم سے بھر دے) ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے آپ کو دعا دی اور فرمایا (اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقِ العذاب) ترجمہ: (اے اللہ! معاویہ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذاب جہنم سے بچا) احادیث کی مشہور کتاب جامع ترمذی میں ہے کہ ایک بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعا دی اور فرمایا (اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ) ترجمہ: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دیجئے۔ مشہور صحابی رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ترجمہ: اے اللہ! معاویہ کو کتاب سکھا دے اور شہروں میں اس کے لئے ٹھکانہ بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا دے۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کی امارت و خلافت کی اپنی حیات میں ہی پیشن گوئی فرما دی تھی اور اس کے لئے دعا بھی فرمائی تھی جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہوا نیز حضرت معاویہؓ خود بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی پاک ﷺ کے واسطے وضو کا پانی لے کر گیا آپ نے پانی سے وضو فرمایا اور وضو کرنے کے بعد میری طرف دیکھا اور دعا دی، معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تمہارے سپرد عمارت کی جائے (اور تمہیں امیر بنا دی جائے) تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کرنا (بحوالہ ابن حجر الاصاب ص ج) اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھا کام کرے اس کی طرف توجہ کرو اور مہربانی کرو اور جو کوئی برا کام کرے اس سے درگزر کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں مجھے آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے بعد خیال لگا رہا کہ مجھے ضرور اس کام میں آزمایا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا (مجھے امیر بنا دیا گیا) ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو دربار نبی ﷺ میں کیا مقام حاصل تھا اور آپ ﷺ ان سے کتنی محبت فرماتے تھے ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی کام میں مشورہ کے لئے طلب فرمایا مگر دونوں مشورہ نہ دے سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا (ادعو معاویہ احضروہ امرکم فانہ قوی امین) کہ معاویہ کو بلاؤ اور معاملہ کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی ہیں (مشورہ دیں گے) اور امین ہیں (غلط مشورہ نہ دیں گے) اس سے حضرت معاویہؓ کی عظمت اور مقام کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ کے زمانے میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا جن ہوں نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا، اپنی عمر کا بہترین حصہ رومی عیسائیوں کے خلاف جہاد میں گزارا اور ہر بار ان کے دانت کھٹے کئے آج دنیا ان کو فراموش کر چکی ہے، لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ وہ ہیں جن کی حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ ہوئی تھی لیکن قبرص، روڈس، صقلیہ اور سوڈان جیسے اہم ممالک کس نے فتح کیے؟ سالہا سال کے باہمی خلفشار کے بعد عالم اسلام کے پھر سے ایک جھنڈے تلے کس نے جمع کیا، جہاد کا جو فریضہ تقریباً متروک ہو چکا تھا اس کو از سر نو کس نے زندہ کیا؟ اور اپنے عہد حکومت میں نئے حالات کے مطابق شجاعت و جہاں مردی، علم و عمل، حلم و بردباری، امانت و دیانت میں نظم و ضبط کی بہترین مثالیں کس نے قائم کیں یہ ساری باتیں وہ ہیں جو پروپیگنڈے کی غلط تہوں میں چھپ کر رہ گئیں ہیں اس مقابلے میں حضرت معاویہؓ کی زندگی کی انہی حسین پہلو کو سامنے لانا مقصود ہے، یہ آپ کی مکمل سیرت نہیں بلکہ آپ کی سیرت کے وہ گوشے ہوئے پہلو ہیں جو تاریخ کے ملبہ میں دب کر آج نگاہوں سے بالکل اوجھل ہیں اور ان کے مطالعہ سے حضرت معاویہؓ کے کردار کی ایسی تصویر سامنے ہے جو ہر محاظ سے دلکش ہی دلکش ہے، امید ہے کہ قارئین اس تصویر میں تاریخ اسلام کے اس عظیم کردار کی دلآویز جھلک دیکھ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت معاویہؓ کے مقام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

ناگزیر وجوہات کی بناء پر شمارے میں درس قرآن شائع نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے ادارہ معذرت خواہ ہے

صحابی رضی اللہ عنہ کی دعا سے بینائی کا چلے جانا

محمد عمران جمیل
جامعہ فاروق اعظمؓ لاہور کینٹ

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزمؒ کہتے ہیں کہ اروی نامی ایک عورت نے حضرت سعید بن زیدؓ کے ظلم کی جھوٹی شکایت کر کے مروان سے مدد چاہی جب حضرت سعید بن زیدؓ کو پتہ چلا تو انھوں نے یہ بددعا کی کہ اے اللہ! یہ اروی دعویٰ کر رہی ہے کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہے اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کے کنویں میں گرا دے اور میرے حق میں ایسی روشن دلیل ظاہر کر جس سے سارے مسلمانوں کو صاف نظر آجائے کہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا۔اسی دوران وادیٔ عقیق میں ایسا زبردست سیلاب آیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا سیلاب نہیں آیا۔سیلاب کی وجہ سے وہ حد واضح ہوگئی جس میں حضرت سعیدؓ اور اروی کا اختلاف تھا اور اس میں حضرت سعیدؓ بالکل سچے نکلے پھر ایک مہینہ نہیں گزرا تھا کہ اروی اندھی ہوگئی اور ایک دفعہ وہ اپنی اسی زمین کا چکر لگا رہی تھی کہ اچانک اپنے کنویں میں گر کے مرگئی۔ یہ ہے ایک صحابیؓ پر جھوٹا الزام لگانے کی دنیا میں سزا۔ اللہ پاک صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔

طائف کا مظلوم مبلغ

ہمشیرہ قمر شہزاد گوندل
(منڈی بہاؤالدین)

حضور ﷺ پر جب وحی نازل ہوئی تو آپؐ نے پورے مکہ میں تبلیغ کرنا شروع کی۔تو اس وقت سرزمین مکہ پر کہرام مچ گیا۔اپنی جبینِ نیاز کو غیر اللہ کے آگے جھکانے والے مذبذب ہوگئے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو معبود حقیقی خیال کرنے والے یہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ اپنے آباء واجداد کا مذہب چھوڑ دیں اسی لیے وہ آپؐ کی جان کے دشمن بن گئے۔وہ لوگ جو آپؐ کو صادق وامین کہتے تھے آج وہی آپؐ کو کاذب خیال کرنے لگے۔پھر حضورؐ نے سوچا کہ مکہ سے باہر تبلیغ کرنی چاہیے اس کے بعد حضور ﷺ طائف تشریف لے گئے۔کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت موجود ہے اگر وہ مسلمان ہوجائیں تو مسلمانوں کو بہت سے مصائب و پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔یہ آخر شوال 10 نبوی کا واقعہ ہے۔آپ ﷺ کے ساتھ زید بن حارثہؓ تھے۔راستے میں آپ ﷺ سب سے پہلے بنی بکر میں تشریف لے گئے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر ان میں سے کسی نے قبول نہ کی۔یہاں سے مایوس ہوکر آپؐ قوم قحطان کے پاس گئے لیکن وہ اسلام لانے پر آمادہ نہ ہوئے۔تو آپؐ اسی حال میں طائف گئے جو مکہ سے تین منزل جنوب مشرق کی طرف ہے۔طائف جاکر آپؐ وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کو دعوت توحید دی۔مگر انہوں نے دعوت قبول کرنے اور مہمان نوازی کے بجائے نہایت بدسلوکی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا لیکن آپ ﷺ ان کو متواتر تبلیغ فرماتے رہے۔مگر ظالموں نے طائف کے غنڈوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ﷺ کو برے الفاظ سے پکارتے اور پتھر مارتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے جوتے مبارک بھی خون سے بھر گئے۔اور آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی۔حضور ﷺ نے وہاں پر اللہ پاک سے دعا کی تو حضرت جبرائیلؑ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل طائف کی بدسلوکی کو دیکھتے ہوئے یہ پیغام بھیجا ہے کہ آپ چاہیں تو طائف کے پہاڑوں کو ملا کر اس قوم کو تباہ کر دیا جائے۔مگر رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! ہوسکتا ہے کہ ان کی نسلوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں جو رب کی توحید پر ایمان لے آئیں۔

اظہار تشکر (میاں محمود اقبال)

قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اللہ پاک آپکو دنیا و آخرت کی کامیابیاں، بھلائیاں اور عزتیں نصیب فرمائے آمین۔سلسلہ وار نفاذ خلافت راشدہ کا پانچواں شمارہ آپکے ہاتھوں میں ہے۔

گزشتہ چار شماروں کی اشاعت پر قارئین نے جس طرح رسالہ کی اشاعت اور مضامین پسندیدگی اور دلچسپی کا اظہار فرمایا وہ ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے نیز قارئین نے رسالہ کی اشاعت میں جس دلچسپی کے ساتھ تعاون کیا وہ بھی ایک حوصلہ افزاء پہلو ہے تاہم یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کرام رسالہ مزید بہتر بنانے کے لیے مضامین نظمیں تحریریں اور اشعار وغیرہ بھجوانے میں جس سستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ قابل افسوس ہے۔ میری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ مشن جھنگوی شہید کے اس ترجمان رسال کو مزید بہتر بنانے کے لیے مضامین، خوبصورت تحریریں، شہداء واسیران کی یادیں اور اپنے گردوپیش کے جماعتی حالات وخبریں ضرور ہمیں بھجوائیں۔یہ امر قابل ذکر اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ رسالہ ہذا کا اجراء خالصتاً فکری اور نظریاتی بنیادوں پر کیا گیا ہے اس لیے ہماری خواہش ہے کہ رسالہ کے شائع شدہ مضامین کو ساتھی مختلف نشستوں میں پڑھ کر سنانے کا اہتمام کریں۔جس سے کارکنوں کی نظریاتی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ہم رسالہ کی بہتر اشاعت کے لیے آپکی تحریروں اور آپکی مفید آراء کے شدت سے منتظر ہیں۔

تاریخی، علمی، اصلاحی، اسلامی معلومات پر مشتمل

مناقبِ صحابہ رضی اللہ عنہم ڈائری 2014

آفسٹ کاغذ | معیاری کور | خوبصورت جلد | مناسب قیمت | (بڑا سائز)

توحید، سیرت النبی ﷺ، عظمت قرآن، عظمت خلفاء راشدین، عظمت صحابہ پر شعراء کا کلام

- پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز
- احادیث کی روشنی میں
- قسم کے احکامات اور اقسام
- رسول اللہ ﷺ کی قسمیں
- صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ
- امام الانبیاء ﷺ کی غذا مبارک
- اصطلاحات ضروریہ فرض، واجب، سنت مستحب، حلال، حرام، مباح کے احکامات
- ناموس رسالت وناموس صحابہ پر تحقیقی مضمون
- عظیم لوگوں کی عظیم باتیں
- رزق میں برکت کے راز
- اساتذہ کے لئے زریں اصول
- عیادت کیلئے مفید مشورے
- مطالعہ کے آداب
- مرد کا جہاد اور عورت کا جہاد
- علم وعمل کے متعلق اقوال صحابہ وتابعین
- اکابرین اہلسنت والجماعت کے اقوال
- مشکلات اور مصائب میں کام آنے والی دعائیں
- صحاح ستہ اور انکے مولفین
- اپنے فن کے بادشاہ
- علماء کرام کی طلباء کو قیمتی نصائح
- شیخ سعدیؒ کے قیمتی اقوال

خطباء، علماء، قراء، طلباء اور عوام کیلئے یکساں مفید

اس کے علاوہ اور بہت کچھ

پاکستان کے مشہور خطباء، نعت خوان اور قراء حضرات کے اسمائے گرامی اور فون

ایجنسی ہولڈر اپنی مطلوبہ تعداد سے جلد آگاہ فرمائیں

ملنے کا پتہ: بسم اللہ پبلیکیشنز

علی سنٹر، پہلی منزل، گلی نمبر 8 منشی محلہ بھوانہ بازار فیصل آباد

041-2604175 0300-7610220

یا اللہ مدد

محمد پیغمبر ﷺ — صحابہ رہبر

دلوں میں ہے محبت تو زبانوں پر ترانے ہیں ◉ زمانے کو بتادو ہم صحابہؓ کے دیوانے ہیں

ہم صحابہؓ کی اک دھوم مچادیں گے ◉ یہ جذبہ ایمانی عالم کو دکھا دیں گے

بیادِ شہداءِ ناموسِ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم

امیرِ عزیمت حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ

مورخ اسلام ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

محمد عارف چشتی شہید

صحابہؓ کا پرچم اٹھائے چلا چل

قدم آگے آگے بڑھائے چلا چل

دوسری ② سالانہ

ختمِ المعصومین ﷺ کانفرنس

عظیم الشان

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

زیرِ سرپرستی

شاہینِ اہلسنت، وکیلِ صحابہ، فخر السادات

محترم جناب

سید غلام رسول شاہ بخاری صاحب

مرکزی راہنما

اہلسنت والجماعت پاکستان

بمقام

الفیصل میرج لان کالج روڈ

بہاولنگر

بتاریخ ان شاء اللہ

25 جنوری 2014ء

۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب

پروگرام نماز مغرب کے فوراً بعد شروع ہوگا

جس میں

دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث مکتبِ فکر کے

نامور علماءِ کرام، مشائخِ عظام، مذہبی و سیاسی رہنما، وکلاء، طلباء، قراء و شعراءِ کرام

خطاب فرمائیں گے ان شاء اللہ

یہ کانفرنس www.difaesahaba.com پر براہِ راست نشر کی جائے گی

منجانب

اہلسنت والجماعت

ضلع بہاولنگر

برائے رابطہ

063-2273844

0333-8154150